اس کی آخری منزل پر میں ہی اُسے پہنچاؤں گا۔ میرے کندھے پر اس کے جسم کا نہیں۔ اس کی بے پناہ محبت کا بوجھ ہے۔" اللہ اللہ! اگر سچ مچ ایسا ہو جائے بالکل اسی طرح جیسے میں سوچ رہی ہوں۔ کھلی آنکھوں سے مجھے دُور کا خواب دکھائی دے رہا ہے تو پھر۔ مجھے خدا سے کوئی گلہ ہی نہ رہ جائے کہ اس نے خواہ مخواہ مجھے کیوں پیدا کیا ہے۔ یہ میری پہلی اور آخری آرزو ہے۔ میری دوسری آرزوئیں چاہیں پوری ہوں کہ یونہی پڑی رہ جائیں مگر یہ آرزو تو پوری ہو ہی جائے۔ میری خاطر آپ کو یہ دعا مانگنی ہی پڑے گی۔ عفت کی نگاہیں میرے چہرے پر ہوں۔ اور وہ دم توڑ دے۔! ___ لکھتی تو میں آپ کو بھائی ہوں۔ مگر دل ہی دل میں شرماتی بھی ہوں۔ بھلا کوئی اپنے معبود سے بھی رشتہ لگاتا ہے۔ یہ تو شرک ہے۔ آپ بلند و برتر، میں ادنیٰ و کمتر، آپ عرش میں فرش، آپ علم و فضل کا پیکر میں سر سے پاؤں تک جاہل مطلق۔ آپ کا اور میرا رشتہ ماں کے دودھ کی مہک میں بسا ہوا ہے۔ آپ کے اور میرے رشتے کے درمیان صاحبِ نعت کا وسیلہ ہے۔ پھر بھی آپ کو بھائی کہتے تکلف ہوتا ہے۔ میں تو آپ کی ایک ادنیٰ پرستار ہو سکتی ہوں۔ آپ کی کنیز۔ اور بس۔

میرا پچھلا خط آپ کو ملا ہوگا۔ اور آپ پریشان ہوں گے۔ دراصل مسلسل کرفیو کی وجہ سے ڈاک بند تھی خط نہیں مل رہے تھے۔ اب جو ڈاک کھلی تو ایک ساتھ چاروں خط مل گئے۔ ادھر میں جو اتنی خفقانی ہوں تو میں نے وہموں کے پہاڑ کھڑے کر لیے تھے۔ آپ لاہور سے کہیں چلے گئے ہیں۔ خدانخواستہ خدانخواستہ آپ کی طبیعت ناساز ہے۔ میری کسی بات پر آپ دل گرفتہ ہیں۔ پھر یہ سب کچھ سوچ کر میں نے ایک شعر لکھ بھیجا تھا۔ مگر اب چار چار خط ملے تو میں اتنی خوش ہوں اور مجھے اپنی حقیری ذات پر اتنا فخر ہو رہا ہے کہ آپ سامنے ہوتے تو بتا نے میں کیا کیا کرتی۔

"حدیث خواب" اور "جھٹایا" کا انتظار شدید ہے۔ کل تو یہاں دیوالی کی عام چھٹی ہے۔ اللہ کرے کہ پرسوں مل جائے۔ جیسے ہی کتابیں ملیں گی میں آپ کو لکھ دوں گی۔ اب کتھن مالا اور فارقلیط کیسے ملیں گی۔ فارقلیط کے لیے بے حد جی بے چین ہے۔ ان کے لیے کچھ کیجیے۔ آپ نے مہابھارت کی سی ضخیم کتاب کا ترجمہ بھی کر لیا۔ سچ مچ آپ کی ذہنی وسعت اور گہرائی کا اندازہ بڑے سے بڑا عالم بھی نہیں لگا سکتا۔ آج کے زمانے میں آپ کی صحیح تعریف کرنے والا عالم کوئی ہے ہی کہاں۔ سب کے سب بالشتیے ہیں۔ ویسے دنیا کے ساتوں سمندر اگر خدا کی قدرت سے بولنے لگیں تو وہ بھی آپ کے سامنے عاجز ہو جائیں۔ ان کی بھی کہیں نہ کہیں کوئی حد ہے۔ ان کی کچھ نہ کچھ گہرائی ہے۔ لیکن آپ بے حدود و بے ثغور ہیں۔ خداوند کریم آپ کو سالہا سال۔ سالہا سال قائم و دائم رکھے! میری عمر بھی آپ کو عطا کر دے۔

خاکِ پا
عفت

---

۱۲ - ۲ - ۸۴

میرے خالد بھائی !

آپ کے خیال و محبت کو میرے لاکھ لاکھ سلام !

——————— نعتیہ کلام کی تعریف مجھ بے بضاعت سے نہیں ہو سکتی۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں۔ اور کسی کے پاس بھی نہیں ہیں۔ خدا نے آپ کے قلم میں روشنائی کی جگہ ابرِ نیساں بھر دیا ہے۔ روشنائی نظری دھوکا ہے۔ اور آپ اس ابرِ نیساں سے سچے موتیوں کے انبار لگاتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا بات ہے آپ کے نعتیہ کلام کی ــــ دل پر ایک رعب طاری ہو جاتا ہے۔ یوں لگتا ہے۔ یہ کام کسی عام آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ یہ کسی خاص جگہ سے ایک خاص انسان پر یہ اشعار وحی کی طرح نازل کیے گئے ہیں۔ اور اس خاص انسان کا رتبہ عام آدمیوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔ مرتبہ دان ہی اسے جانتا ہے۔ اور موضوعِ نعت ہی ان شعروں کی داد دے سکتے ہیں۔

——————— آپ کے کلام نے مجھے ہر طرف سے یکسر بیگانہ کر دیا ہے۔ یقین مانیے میں اور کچھ پڑھتی ہی نہیں ہوں۔ دوسرے شعر ذہن سے نکل گئے۔ اب میرے دل و دماغ میں آپ ہی کے اشعار گونجتے ہیں۔ تنہائی میں تو گنگناتی بھی ہوں۔ مجھ سے اگر مصرع موزوں ہوتا تو میں بھی کہہ اُٹھتی

عفت کے لیے خالد ہے خالد کا کلام بس !

عفت

---

۱۲ - ۱ - ۸۴

پیارے خالد بھائی !

کیا میں نے اپنے خط میں کوئی ایسی بات لکھ دی تھی۔ جو آپ کو بُری لگی ہے۔ میں بڑی بے تکلفی سے جو دل میں آتی ہے لکھ دیتی ہوں۔ اور مجھے وہم تک نہیں ہوتا کہ آپ مجھ سے خفا بھی ہو سکتے ہیں

آپ کا اور میرا حال اللہ میاں اور حضرت موسیٰ کے چرواہے کا سا ہے۔ میں آپ کے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ میری مجذوبیت اگر آپ کو بری بھی لگے تو معاف کر دیا کیجیے۔ آپ کے سوا میرا اور کوئی ہے ہی کہاں۔

آپ کی،
عفت

---

۱۸ ردسمبر ۸۳ء

میرے جان و جگر، میری زندگی، میری شہ رگ میں بسنے والے
میرے پیارے خالد بھائی!

——— آپ کے لبوں پر اور زبان قلم پر میرے نام کا آنا میرے لیے بہت بڑی خوشی اور فخر کی بات ہے!

——— میں وہ چکور ہوں، جو چاند کی دیوانی، چاند کی متوالی ہے۔ اور چاند صرف ایک ہے۔

بحر علم خالد کی لہر
عفت

---

۲۰ رجولائی ۸۴ء

پیارے ترین خالد بھائی۔ بہت بہت سے سلام!

——— آپ کی "تیارہ" میں عفت موہانی غریب کا شوشہ پھر چھوٹا ہے۔ پہلے تو پڑھ کر مجھے بہت بڑا غصہ آیا تھا۔ پھر ایک الہام سا ہوا مجھ پر کہ یہ سب جل ککڑے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہے ہیں۔ وہ سب آپ سے مادی طور پر اتنے قریب مگر اصل میں بڑی دور ہیں۔ اور میں جو مادی لحاظ سے سچ مچ اتنی دور ہوں تو حقیقت میں آپ سے اتنی قریب ہوں۔ اب میں نے غم کھانے اور دکھ اٹھانے کی بجائے خوش ہونا شروع کر دیا ہے۔ چلئے کسی بہانے ہی سہی آپ کے نام کے ساتھ میرا ناچیز نام تو لیا جاتا ہے۔ چاند سے چکور علیٰحدہ نہیں۔ چاند کے تصوّر کے ساتھ چکور ضرور یاد آتی ہے۔ ایک نہایت بلند و برتر ہستی سے میری وابستگی بڑی خوشی، بے حد مسرت اور بے انتہا فخر و مباہات کی بات ہے۔ خدا کرے کہ دوسروں کا یہ رشک و حسد اتنا بڑھے بڑھے اتنا بڑھے کہ آپ کے نام کے ساتھ میرا نام بھی زندہ جاوید ہو جائے اور جب کوئی سوانح نگار مستقبل میں آپ پر لکھے تو میرا تذکرہ اس کے لیے ناگزیر ہو جائے۔ . . . . .

تبصرہ نگار کو جلن ہے کہ میں نے صرف قدیم شاعروں کا صفایا کر دیا ہے بلکہ آنے والوں کے گلے پر بھی چھری پھیر دی ہے۔ اور اب میں انھیں کیسے بتاؤں کہ کیا کوئی شاعر پہلے بھی ایسا ہوا ہے۔ غالب کا ایک ننھا منھا دیوان ہے اقبال نے خودی کا درس دینے اور شاہین کی صفات رکھنے کی تلقین کے علاوہ کیا؟ مولانا روم کی فقط ایک مثنوی ہے (آپ ہنس رہے ہیں شاید!) بہرحال میرا یہی عقیدہ ہے کہ ثانی ہیں نہ کوئی آپ کا ساتھا اور نہ مستقبل میں ہوگا۔ حال کی بات تو یہ ہے کہ ابہامی شاعر پاگل پنے۔ میں اول جلول بکنے اور شراب پینے کے سوا کچھ بھی نہیں کرتے۔ ان کا تذکرہ بیکار ہے۔ اور آپ کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے زمانے کے پیچھے [illegible] ہیں۔ لوگوں کے دماغ چھوٹے ہیں۔ وہ دور تک کوئی بات نہیں سمجھ سکتے۔ ان کی آنکھوں میں روشنی نہیں جو وہ چھپی ہوئی چیز دیکھ سکیں۔

——— لوگ آپ کا احسان نہیں مانتے۔ اپنی جہالت اور کمینگی پر پردہ ڈالنے کے لیے آپ کے کلام کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ کتنی بری بات ہے۔ ہم سب کو تو آپ سے بہت کچھ سیکھنا چاہیئے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ سیکھنے اور تعریف کرنے کی بجائے اس آدمی پر بھی کیچڑ اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو تعریف کرتا ہے۔ کیا بتاؤں میں آپ کو کہ آپ کیا ہیں۔ لسان الکائنات۔ وحید العصر، پیغمبر شاعری، پروردگار شعر و ادب، الفاظ کا جادوگر، معنویت کا راز دان، شاعری کا شہنشاہ، اقلیم قلم کا تاجدار، دانائے راز، غالب کی تمنا، اقبال کی دعا، زبانوں کا سمندر، معلومات کا ہمالیہ، صفات اعلیٰ کا عرش، نورِ طور، ادب و شعر کی روح، افلاک تخیل کا طائر، بلند پرواز، بحر العلوم کا غواص، نیک، معصوم، مکروہات دنیوی سے ماوریٰ اور سب سے بڑی بات کہ تلمیذ الرحمٰن۔ اب اگر کوئی یہ بکواس کرے کہ عفت نے خالد صاحب کو معبود و مسجود کا درجہ دے دیا ہے تو بیکار ہے۔ یہ میری اپنی بات ہے اور

ایسی لاگی لگن   میرا ہو گئی مگن
وہ تو گلی گلی   ہری گن گانے لگی

مجھے اگر میرا خالد مل جائے تو پھر

نہ وہ جنت چاہیئے نہ یہ دنیا چاہیئے

اور یہ کہ خدا اور چرواہے کے درمیان کوئی موسیٰ نہ آئے . . . . .

آپ کی

عفت

---

۲۴ دسمبر ۸۵ء

بڑی دُور بسنے والے مگر رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب

خالد بھائی!

——————آپ سچ لامحدود ظرف کے مالک ہیں . . . . .

——————آپ اتنے بلند اتنے شریف اتنے وسیع الظرف ہیں کہ آپ کو راز دار بنانے سے غم رسوا نہیں ہوتے۔ اور دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

میرا تو دل چاہتا ہے کہ اپنے ایک مضمون میں اعلان کر دوں کہ جس طرح کرشن سے محبت کرنے والے ہزاروں تھے۔ مگر میرا ان سب میں اکیلی تھی۔ کرشن کی محبت میں گیت گاتے گاتے مر گئی۔ اس طرح اپنے کرشن کی میں بھی میرا ہوں۔ کوئی میرا کیا بگاڑے گا؟ مگر آپ کا خیال کر کے چپ ہو جاتی ہوں کہ آپ کی نیک نامی، شہرت اور عزت پر خدانخواستہ کوئی آنچ نہ آئے۔ لاکھوں لوگ آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ مجھ بے چاری سے کیا خطا ہوئی۔ کہ میری تعریف اور اظہارِ تعریف پر اس طرح اُنگلیاں اُٹھنے لگیں۔

مجھے ڈر تھا کہ کہیں آپ مجھ سے برگشتہ نہ ہو جائیں۔ مضمون پڑھ کر میں نے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے دُعا مانگی تھی۔ کہ یا رسول اللہ! خالد صاحب کو مجھ سے جُدا نہ کیجئے!

ابد الآباد تک

آپ کی

عفت

۸-۹-۸۴

میرے بے حد اچھے بے انتہا پیارے

خالد بھائی

کل رات ہم دونوں نے آپ کے تمام خط سال بہ سال تاریخ وار اکٹھا کر کے رکھے تب آپ کی یاد نے مجھے اتنا بے چین کر دیا کہ کچھ دیر کے لیے میں خاموش ہو کے بیٹھ گئی۔ میرا دل چاہنے لگا کہ کاش ایسا ہو سکتا کہ آپ کا خط ہر روز مجھے ملتا۔ اور آپ کی مصروفیت کا خیال کیے بغیر میں بھی بے تحاشا لکھتی جو کچھ میرے جی میں آتا۔ ویسے بھی آپ کو خط لکھنا میرے لیے انبساطِ خود کلامی ہے۔ میں آپ کو خود سے الگ نہیں سمجھتی، ایک حسین خوشبو، ایک دل آویز خیال کی طرح آپ میرے ذہن میں بسے ہوئے ہیں۔

گزاری ہیں خوشی کی چند گھڑیاں

تمھاری یاد میری زندگی ہے

آپ کا یہی خط مجھے ملا ہے۔ یہاں کے سیاسی حالات نہایت خوف ناک ہو گئے ہیں۔ مسلسل کرفیو نافذ ہے سارے کاروبار معطل ہو چکے ہیں۔ ڈاک بھی بند تھی۔ آپ کے خط بھی کرفیو کی نظر ہو گئے۔ اب اُن کے ملنے کی اُمید بھی نہیں ہے۔

ہاں میرے دل و جان بھیا۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ آپ کے فکر و فن کی پرستار میری ایسی نہ کہیں ہے اور نہ کبھی ہو گی۔ کوئی مانے نہ مانے لیکن آپ یقین کیجیے کہ آپ کے تعلق سے ایسے ایسے خیالات میرے ذہن میں آتے ہیں کہ ان کے اظہار کے لیے نہ تو مجھے مناسب الفاظ ملتے ہیں نہ پیرایۂ بیان سوجھتا ہے۔ یہ جو اتنے بہت سے رسالوں نے ضخیم ضخیم خالد نمبر نکالے ہیں۔ مجھے وہ بھی نامکمل، ناموزوں اور سطحی لگتے ہیں۔ کسی نے بھی وہ سب کچھ نہ کہا جو میرے دل میں ہے۔ کچھ اور بھی کہنا تھا۔ لیکن کیا ——؟ آپ کی مدح و ثنا کے لیے شاخِ طوبیٰ کا قلم آبِ زم زم کی روشنائی کے ساتھ ساتھ ستائش گر بھی آپ ہی کا سا وحید الدہر چاہیے۔ اور وہ کہیں ہے نہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کی تعریف ہم ایسوں سے نہیں ہو سکتی۔ میں آنکھ بند کر کے آپ کا تصور کرتی ہوں تو آپ مجھے آسمانوں کی طرح جانے کہاں سے کہاں تک محیط معلوم ہوتے ہیں۔ نہ آپ کی علمیت کی عرض و وسعت کا کوئی ٹھکانہ اندازے کی گرفت میں آتا ہے۔ نہ آپ کی بلندی و برتری کی کوئی حد نظروں میں سماتی ہے۔ پھر اگر میں نے آپ کو اپنا معبود و مسجود بنا لیا ہے تو کیا بُرا کیا ہے؟ میرا جی تو یہ چاہتا ہے کہ سب میرے ایسے بن جائیں۔ ہم سب ذرہ خزف آپ کے علم کی روشنی سے چمک اُٹھیں۔ آپ کی جی جان سے قدر کریں۔ آپ ہم سب کے لیے اللہ کا انعام ہیں۔ ان سب لوگوں پر مجھے رشک ہوتا ہے۔ جو آپ سے اتنے قریب ہیں۔ اور آپ سے کچھ نہیں سیکھتے۔ اور میری بدنصیبی دیکھیے۔ کہ میں خود کو روحانی طور پر آپ سے قریب سمجھتی ہوں مگر حقیقت میں کتنی دور ہوں۔

آپ اگر مجھے مل جائیں نا تو پھر خدا کی قسم

نہ وہ نہ جنّت چاہیئے نہ یہ دنیا چاہیئے

اور مجھے اپنے اس جہان خراب میں بھیجے جانے کا اللہ میاں سے کوئی شکوہ نہ رہ جائے۔

آپ کی

عفت

---

۴ - ۱۱ - ۸۴

——————— لیکن میں سچ مچ اب الفاظ میں اپنے تاثرات پیش کرنے سے قاصر ہو رہی ہوں۔ آپ کی وسیع ترین معلومات پر عش عش کرنا بھی کم ہے۔ تعریفی احساسات جو میرے ذہن میں گھومتے ہیں۔ وہ میں بیان نہیں کر سکتی۔

——————— خالد بھائی! یہ سچ مچ میرے لیے کتنے عظیم الشّان فخر و غرور کی بات ہے کہ آپ مجھے خط لکھتے ہیں۔ آپ کے علم و فضل کے ہمالیہ کے آگے میں رائی کا دانہ ہوں۔ لیکن آپ کی محبت، خلوص، توجہ اور التفات پر میں لاکھ لاکھ بار نثار۔ آج خوب منوّر و تاباں آفتاب ہیں کہ آپ کے علم کی کرنیں ساری کائنات کو روشن کرنے کے ساتھ ساتھ مجھ پر پڑتی۔ اور مجھ ناچیز ذرّہ کو بھی چمکاتی ہیں۔ کیا کروں میں آپ کے لیے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ پروردگار عالم آپ کو بہت بہت سلامت رکھے۔ کبھی آپ کا رونگٹا بھی نہ دکھے۔ آپ ہمیشہ خوش رہیں۔ آپ کے بحر علم سے ان گنت جھرنے اور چشمے اور پھوٹیں اور ساری دنیا میں پھیل جائیں گا۔

صرف آپ کی

عفت

---

۲ - ۵ - ۸۴

پیارے خالد بھائی!

آپ کو خط لکھنے میں جی ایسا چاہتا ہے بس آپ کی تعریف میں ورق پر ورق بھر دُوں۔ آپ کو سورج کی تابندہ شعاع کہوں۔ نجانے کیا کیا کہوں۔ الفاظ نہیں ملتے۔ [illegible] کہوں۔ آپ کسی کی بھی کتنی ہی تعریف سے ماوریٰ ہیں! پچھلے خط میں میں نے اطلاع دی تھی کہ ابھی آپ کا مرسلہ تحریریں نہیں ملا۔ مگر دوسرے ہی دن مل گیا اور ایسا پچھتاوا ہوا کہ ذرا سا صبر نہ کیا تھا۔ اور فوری پرچے کے نہ ملنے کی اطلاع آپ کو دے کے پریشان کر دیا میں نے۔ سب سے پہلے میں نے "گوشۂ خالد" پڑھا۔ (اس کے سوا اتنے صحت مند پرچے ہیں اور کچھ پڑھنے کے لیے تھا بھی نہیں۔) عبدالحمید صاحب عدم کی "بصیرت" پر مجھے بے حد رشک آیا۔ انھیں کم از کم خالد آدھا دکھائی دیا۔ اور مجھے دیکھئے کہ مجھے ابھی تک خالد دکھائی ہی نہ دیا۔ دنیا کے سب سے بڑے سچے آدمی کا یہ دعویٰ بھی بالکل جھوٹ ہے کہ اس نے عبدالعزیز خالد کو آدھا تہائی پورا تھوڑا سا سمجھا ہے۔؟ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ خالد دنیا کا آٹھواں وسیع و عمیق سمندر ہے۔ بحرِ خالد، جس کی گہرائی نامعلوم ہے جس کی وسعت لامحدود ہے۔ لوگ صرف لہریں گن سکتے ہیں۔ کوئی اس بحر کی غوّاصی نہیں کر سکتا۔ لوگ بار بار وہی باتیں دوہرا دیتے ہیں۔ کسی کے پاس نہ اتنے پُرشکوہ الفاظ ہیں نہ مناسب پیرایہ ہے نہ خیالات کے اظہار کا سلیقہ ہے، آپ کی علمیت اور فضیلت اور عظمت کے برابر کوئی بھی تعریف و ستائش نہیں کر سکتا۔ اب تک اتنے ضخیم ضخیم نمبر نکل چکے ہیں۔ بڑے "عالموں فاضلوں" نے آپ پر لکھا ہے۔ مگر مجھ سے آپ بڑی سے بڑی قسم لے لیجئے کہ مجھے وہ سب موٹے موٹے نمبر اندر سے کھوکھلے، بے تہہ بے معنی لگتے ہیں۔ میرا تو جی جانے کیا چاہتا ہے۔ کوئی ایسا مضمون آپ پر لکھا جائے جسے پڑھ کر طبیعت پھڑک جائے۔ مگر یہ سب کچھ لکھنے والوں کا قصور نہیں۔ وہ بے چارے کیا کریں۔ آپ کو اللہ میاں نے اتنا بلند، اتنا بلند اس قدر بلند کیا ہے کہ آپ کو کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا۔ سب کے سب بالشتیے اور بونے لگتے ہیں۔ آپ کے بقول کہ کچھ شاعر نیچے اُتریں کچھ قاری اُوپر اُٹھیں۔ تب شاید بات بن سکے تو مجھے آپ کے اس قول میں بھی ذرا شک ہے۔ آپ اگر تھوڑا سا نہ اُتریں بلکہ بالکل آخری زینے پر اُتر آئیں (ہماری سہولت کے لیے) تب بھی وہ آخری سیڑھی ہمارے معیار سے ہمالیہ سے بھی اُونچی ہوگی، ہم تب بھی آپ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ ہم تو ہم ہی ہیں۔ ہمارے سروں میں اخروٹ کے جتنے بھیجے ہیں۔ اگر آج پچھلے شعراء ... تے۔ مثلاً اللہ کی قدرت سے یکبارگی ایک جگہ عرب کے تمام نعت گو شاعر، اور مثنوی کے مولانا، حافظ سعدی، غالب، اقبال اور بھی کون کون سے اکٹھے ہو جاتے اور آپ کی شعری کاوشوں پر تبصرہ کرنا چاہیے تو قسم ہے اللہ کی۔ تمام کے تمام ہار جاتے [illegible]

[illegible] کوئی بھی انسان [illegible] تنقید نہیں کر سکتا۔ آپ کی تمام کتابوں پر نظر پڑتی ہے تو دماغ گم ہو جاتا ہے۔ ان کتابوں میں جو کچھ ہے وہ پڑھ کر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ یا خدا۔ کیا یہ سچ مچ کسی انسان ہی کا کمال ہے [illegible] ہیں ؟!

آج میرا دل چاہ رہا ہے کہ خوب لکھتی چلی جاؤں۔ چاہے آپ پڑھیں کہ بور ہو کر نہ پڑھیں۔ آپ سے تخاطب کا فخر و غرور، اپنی عزت افزائی، انبساط کا احساس بھی اللہ کے انعام و رحمت سے کم نہیں۔ بھلا آپ کہاں اور میں کہاں، یہ خواب کی سی بات ہے۔ آپ نے اپنی قیمتی کتابیں میرے نام منسوب کی ہیں۔ آپ میرے خطوں کا جواب دیتے ہیں آپ میری خیریت پوچھتے ہیں۔ سچ مچ۔ میرا ظرف منصور کے ظرف سے مضبوط نہ ہوتا تو یہ مسرتیں قابل برداشت نہ تھیں۔ میں کبھی آپ میں گم ہو کر خدا جانے کیا کرتی۔ اب بھی دیر تک سوچتی ہوں کہ یہ آپ کی توجہ، التفات، میرا کوئی طویل من چاہا خواب تو نہیں ہے؟ آپ کی محبت، شفقت، اور عظمت کو میں کتنے لاکھوں سلام کروں؟ میری دعا ہے جتنی بھی اپنی خاص نعمتیں ہیں وہ سب کی سب اللہ آپ پر نچھاور کر دے۔ وہ بے گنتی رحمتیں آپ پر برسائے۔ وہ ساری چیزیں آپ کو عطا کرے۔ جو آج تک کسی کو بھی عطا نہیں کیں۔

اب دیکھئے کہ میں جو لکھتی چلی جاتی ہوں تو اس میں تحریر کی علمیت، ربط اور تسلسل کا خیال نہیں رکھتی۔ مجھے ایک بے حد دل خوش کن اندازہ ہو جاتا ہے کہ آپ میری بے ربط تحریر پڑھ رہے ہیں اور آپ کے لبوں پر مسکراہٹ ہے۔ کتنا بھرم لگتا ہے مجھے کہ میری ناچیز حقیر ترین جاہلانہ تحریر بھی آپ کے نزدیک ردّی نہیں . . . . . .

آپ کی بہن

عفت

---

۲۸ - ۲ - ۸۵

خالد بھائی! میری رُوح، میری زندگی!

. . . . . . زیب النساء کے افسانے کی پسندیدگی میں دُو چار خط ملے ہیں۔ وہ سب عنوان کی برکت ہے اب آپ وہ شعر مجھے دے دیجئے۔ اتنا پسند ہے کہ مجھے۔ اس میں میں نے ذرا سی ترمیم کی ہے۔

محبت تم سے کی میں نے مگر تم دُور ہو مجھ سے
اگر تم پاس آ جاتے تو میں نے کیا کیا ہوتا

کیا ہوتا؟ حضرت موسیٰ اور چرواہے کا سا معاملہ ہوتا کہاں بٹھائیں کیا کھلائیں کیسے شایانِ شان سلوک کریں۔ سچ مچ کیسا دل چاہتا ہے۔ کبھی تو آپ سے ملنا ہوتا۔ مقدر میں ہوگا تو یہ آرزو بھی پوری ہو جائے گی ورنہ جہاں پچاسوں حسرتیں ہیں وہاں ایک یہ بھی سہی۔ کون سا ایسا فرق پڑ جائے گا۔ پہلے ہی سے اللہ میاں نے میری پیشانی پر ایک چلیپا گھسیٹ کر اس میں صرف ایک لفظ لکھ دیا ہے۔ صرف ایک لفظ "محروم" ورنہ کیا بات ہے کہ کوئی تمنا چاہے چھوٹی ہو کہ بڑی پوری ہوتی ہی نہیں۔

. . . . اس زمانے میں جب کوئی کسی کا نہیں ہے۔ آپ ہم لوگوں کا کتنا خیال کرتے ہیں۔ ہم آپ پر جتنا بھی فخر و ناز کریں کم ہے۔ یہ ہماری تمام محرومیوں کا بڑا گرانقدر، انمول اور حسین ترین مداوا ہے۔ آپ انسانی صفات سے ماوریٰ کوئی ہستی ہیں [illegible] ۔ آپ عام مخلوقات سے الگ ہیں ایسی ہستی ہیں جسے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ آپ کو کسی دلدہی کی خاطر پریشان ہونا آتا ہے۔ آپ کسی کی ذرہ برابر دل شکنی نہیں کرتے۔ آپ کو غصہ کرنا نہیں آتا۔ آپ کسی پر برہم نہیں ہوتے کوئی ایسی بات نہیں کرتے جو کسی کو ناگوار ہو۔ آپ کے علم و فضل کی کوئی حد نہیں ہے۔ آپ کی علمیت و فضیلت کی بلندیوں کی انتہا نہیں ہے۔ آپ کی اعلیٰ ترین صفات کی پہچان تو خدا ہی کر سکتا ہے۔ مگر آپ کی چھوٹی سی چھوٹی خوبی بھی ہمارے لیے ایورسٹ ہے۔ کسی کی نظر نہیں پہنچ سکتی وہاں تک۔ سرکارِ دو عالم کے اخلاق کو خلق القرآن کہا گیا ہے مگر آپ کے اعلیٰ ترین اخلاق کو میں خلق النبیؐ کہتی ہوں۔ لاکھ لاکھ آپ کی عظمت کی تعریف کی جائے کم ہے۔ ماضی اور حال اور مستقبل میں بس آپ ہی آپ ہیں۔ اب قیامت تک آپ کی سی دوسری شخصیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ سیرت آپ کی اتنی اعلیٰ بے مثال اور چہرہ آپ کا اتنا حسین۔ صورت و سیرت کی خوب صورتیوں اور حسن کو کیا کہا جائے گا مجھے معلوم نہیں۔

ایک پیکر میں سمٹ کر رہ گئیں
خوبیاں، رعنائیاں، زیبائیاں

خود میری سمجھ میں نہیں آتا کیا لکھوں آپ کے بارے میں۔ کن الفاظ میں لکھوں۔ ایسے جذبوں کا ایک طوفان سا سینے میں مچلتا ہے۔ وہ بے الفاظ رہ جاتا ہے۔

دہر میں انتخاب ہے خالد
آپ اپنا جواب ہے خالد
علم و فن کا عروج اس سے ہے
آسمانی کتاب ہے خالد
ذات یکتا صفات میں اعلیٰ
عرش والے کا خواب ہے خالد

اب ایک بار اس شاعرہ کے یہ ٹوٹے پھوٹے شعر پڑھ کر ہنس رہے ہیں۔ مگر سچ مانیئے کہ میرے دل کی آواز ہے

کاش مجھے اتنی استطاعت ہوتی کہ میں جو کچھ سوچتی ہوں وہ کہہ بھی سکتی !

آپ کی حقیر بہن
عفت

میرے محبوب، میرے دوست، میرے آدرش

اور

میرے سب کچھ

شراب طہور کا جام ملا۔ کیا بات ہے بادۂ ناب کی۔ جس نے مجھے مخمور کر رکھا ہے۔ کوئی تشبیہ ہی نہیں سوجھتی۔ کیا لکھوں۔ تحریر کے موتی ہیں یا عسل مصفّیٰ کے قطرے۔ بارعب، باوقار، معنی و مفہوم سے پُر، علم سے معمور، وہ الفاظ جنھوں نے مجھ میں اُمنگ اور حوصلے کے ساتھ جینے کی روح پھونک دی۔ کتنی لاتعداد مرتبہ میں نے آپ کا خط پڑھا ہے۔ اب بھی میرے سامنے کھلا رکھا ہے اور جب بھی تحریر پر نظر پڑے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ نئی چیز ہے سچ مچ آپ میرے مسیحا ہیں۔ آپ کا خط میرے حق میں قُم باذنی کا حکم رکھتا ہے۔ طبیعت کتنی بھی پراگندہ ہو۔ آپ کا خط ملا۔ صدمے کے بادل چھٹ گئے۔ پھر سے زندگی اچھی لگنے لگی۔ اور اب خدا کی قسم سچ مانیئے۔

تُو تو عنواں ہے مری زیست کے افسانے کا

مسلماں صورت، پیغمبر سیرت، معصوم، بھولے بھالے، پاک و مطہر، ظاہر و باطن سب ایک۔ مجلّیٰ، معطر و معنبر۔۔

یہ آپ کا بار بار سوچنا بھی آپ کی سادگی اور معصومیت ہے کہ آپ جو نظر آتے ہیں وہ ہیں نہیں! یہ صرف آپ کے وسیع و عریض بے پناہ علم و فضل کا نتیجہ ہے۔ آپ نے اب تک جو بیش بہا۔ قیمتی بیش بہا، ادبی خزانہ دنیا کو دیا ہے اس سے بھی آپ مطمئن نہیں۔ علم کا جو بحر زخار۔ آپ کے سینے میں موجزن ہے اس کی مناسبت سے آپ کی موجودہ تخلیقات آپ کو نا کافی لگتی ہیں۔ ابھی کیا کیا کچھ اور بھی آپ کے ذہن میں ہے۔ تب آپ یہ سوچتے ہیں کہ ماہ نو میں اتنی تب و تاب ہے۔ لوگوں کی نظریں خیرہ ہوتی جا رہی ہیں اور بدر کامل کی روشنی کی تعریف کن الفاظ میں کی جائے گی۔ تب نئے الفاظ، نیا اسلوب اور نئے ستائش گر کہاں سے آئیں گے۔

اور گھبراہٹ میں آپ یوں کہنے لگتے ہیں میرا تو یقین ہے کہ ابھی آپ کے اپنے علم و فضل کا اندازہ آپ کو بھی نہیں ہوا۔ اور جنھوں نے اندازہ کرنے کی کوشش کی وہ میرے ایسے ٹٹ پونجئے ہی تھے۔ جن کا علم ناقص، جن کے الفاظ کا ذخیرہ نہ ہونے کے برابر، جن کے خیالات شکستہ، جن کا اسلوب بے ربط اور پیرایۂ اظہار سطحی اور کھوکھلا ہوتا ہے۔ میں نے اب تک کتنے خالد نمبر پڑھ لیے اور مایوسی سے سر ہلا کر رہ گئی۔ اتنی بھاری بھر کم شخصیت۔ اتنی فلک آسا ہستی، ایسا قد آور عالم۔ اس قدر زبردست شاعر اور اس کی تعریف اتنے معمولی الفاظ اور سطحی انداز میں! دراصل لوگوں کے پاس اتنا علم کہاں ہے۔ دو چار تنقیدی مضامین لکھ لینے سے۔ ایک آدھ الہامی بکواس کرنے سے، واہیات نظمیں اور فضول سی غزلوں کے لکھ ڈالنے سے کوئی عالم یا فن کار نہیں ہو جاتا۔ علم و فن کچھ اور چیز ہے۔ جس کی حقیقت صرف آپ نے پہچانی ہے۔ مطلب یہ کہ آپ کا عرفان کسی کو نہیں ہے۔ آپ کو بھی نہیں۔ اور میرا ایمان تو بس یہی ہے کہ جو کچھ آپ نظر آتے ہیں وہ آپ کا پاؤ حصّہ ہے۔ ابھی پون حصّہ ہم سب کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔ سچ یہ ہے کہ

ہے سلیمانِ ملکِ فن خالد!

مومن کا یہ شعر تم پاس ہوتے ہو گویا۔ مجھے پسند نہیں۔ حیران ہوں کہ غالب صاحب اس شعر کے بدلے اپنا دیوان دینے کو کیوں تیار ہو گئے تھے۔ ذرا سوچئے کہ اس میں بے چارے محبوب کی کتنی انسلٹ ہے۔ وہ غریب اس وقت پاس ہوتا ہے جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔ اور تنہائی میں فالتو آدمی کی طرح پھر پاس آجاتا ہے۔ مصاحب کی طرح جیسے کہ کسی نواب صاحب کے جگری دوست آ گئے۔ انھوں نے مصاحب کو نکال باہر کیا۔ پھر جب نواب صاحب اکیلے رہ گئے۔ تب انھوں نے مصاحب کو پھر بلا لیا۔ اس سے بڑھ کر توہین اور کیا ہو گی۔ توبہ! چاہے جانے والی ہستی تو وہ ہے جو رگِ جان سے زیادہ قریب ہو۔ اکیلے پن میں، محفل میں تنہائی میں، دکھ میں سکھ میں، سوتے جاگتے ہر وقت ہمیشہ ساتھ رہے۔ جو کبھی دور نہ ہو جب کوئی پاس نہ ہو۔ تب بھی اور جب کوئی پاس ہو تب بھی ہمیشہ پاس رہے جیسے کہ میں نے اپنی ایک "عزیز" ترین سے بھی عزیز ترین ہستی کو ہر وقت، ہر جگہ، ہمیشہ اپنے پاس رکھا ہے۔

عفت۔

۳۰۔۱۰۔۸۵

دل میں دھڑکنے، ذہن میں بسنے والے

نمایاں صورت و پیغمبر سیرت

عزیز ترین سے بھی عزیز ترین

خالد بھائی کی خدمت میں ان گنت سلام

نثری شاعری کے شہ پارے جنھیں میں کم فہمی کی وجہ سے خط کہتی ہوں۔ آج ملے۔ میری سمجھ میں کتنی دیر تک نہیں آتا کہ میں خط کیسے شروع ہوں۔ ادبی انداز میں کیونکر لکھوں۔ آپ تو کاغذ پر موتی بکھیرتے ہیں۔ ایک ایک سطر ادبِ عالیہ سے بھی اونچی کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں میری تحریر دیکھئے۔ کہ اُلٹی سیدھی۔ بے جان، مردہ سی، بے ربط، کتنی بھی کوشش کروں کہ ذرا سا تو آپ کا سا لکھنا آئے۔ مگر وہ ناممکن۔ کبھی کبھی میں اپنی حماقت انگیز تحریر پر شرمندہ ہو جاتی ہوں کہ آپ کو پڑھ کر نجانے کتنی ہنسی آتی ہوگی۔ میرے لیے القاب ہی لکھنا مشکل ہے۔ "بھائی" لکھتے قلم رکتا ہے۔ آپ کہاں اور میں کہاں! آپ کے سے اعلیٰ و برتر مکمل انسان کی بہن کو کچھ تو معقول ہونا ہی چاہیئے۔ آپ علم کا سمندر، اور یہاں علم کا کوزہ یکبارگی خشک ہے۔ کیا لکھوں میں آپ کو۔ اب آپ میرا تصور دیکھئے کہ آپ کا اور دنیا بھر کے ہم ایسے چپڑقناتی ادیبوں اور شاعروں کا مقابلہ ایسا ہے جیسے ایک نہایت حسین، شاندار، عظیم اور بلند پرواز عقاب نہایت سے بھی نہایت بلندیوں پر اُڑ رہا ہو۔ اور اس سے بے حد نیچے ادھ مرے پنکھ ٹوٹے ہوئے ٹڈے ٹڈیاں۔ بھنگے اور مکھیاں اور کون کون سے فضول پرندے ہوا میں چک پھیریاں کھا رہے ہیں۔ میرا یہ تصور اتنا پختہ ہے کہ میں اسے ذہن سے نہیں ہٹا سکتی۔

وہ ایک دن پہلے میں نے "والدہ ماجدہ کی یاد میں" پھر پڑھی تھی۔ تب مجھے خیال آیا تھا کہ جب مدینہ شریف کو سرکار کی نسبت سے زمین کا عرش کہا جاتا ہے تو پھر آپ کے سے بیٹے کی ماں ہونے کی وجہ سے اللہ پاک نے آپ کی والدہ محترمہ کے درجات بلند کیسے ہوں گے۔ وہ بیٹا جس کا رونگٹا رونگٹا عشق نبیؐ سے سرشار ہے۔ اس کی ماں کا مرتبہ اللہ نے اعلیٰ کیا ہوگا۔ یوں بھی آپ خدا کی تخلیق کا مکمل ترین شاہکار ہیں۔ یہ جو آپ نے کہا ہے کہ پسندیدگی کی نگاہ عیب چھپاتی ہے تو ایسا نہیں ہے۔ اکیلی میں ہی کہاں آپ کی تعریف کرتی ہوں۔ ہزاروں لوگوں نے اتنے بہت سارے خالد نمبروں میں بھلا آپ کی کتنی تعریف کی ہے۔ کہیں ایک آدھ جگہ بھی آپ کی کمزوری کی طرف اشارہ تک نہیں ہے۔ میں اکثر سوچتی ہوں کہ خدا کی ذات بے عیب تو بیشک ہے مگر آپ میں بھی تو کوئی عیب نہیں ہے۔ معمولی سا بھی ایک نقص نہیں۔ پھر میں نے ایک بار آپ کو اپنا معبود و مسجود کہہ دیا تو کراچی والوں کو بڑی چبھن ہوئی۔ یہ میں کسی کو کیونکر بتاؤں کہ آخری نبیؐ کے آخری ثناگو کا مرتبہ میرے نزدیک کیا ہے۔ اپنے ذہن کی وسعتوں میں میں نے بہت دوڑ لگائی۔ انسانوں کے مجمع میں کوئی تو ایسا نکلے جسے آپ کے مقابلے پر کھڑا کیا جا سکے مگر کوئی نہ نکلا۔ سب کے سب بڑے جاہل سطحی اور واہیات تھے۔ آپ کا مقابلہ دنیا کا کوئی آدمی نہیں کر سکتا۔

ازل سے ابد تک آپ کی

[illegible]

۳-۵-۸۴

. . . . اس پریشانی میں صرف آپ کی یاد کا سہارا ہے۔ جو دلوں کو سکون بخش رہا ہے۔ اور تو آپ کے سوا اور کوئی میرا ہے نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سالہا سال تک سلامت رکھے۔ صحت و زندگی دے اور عمر طویل عطا فرمائے۔ آپ کو یاد کرنے سے اتنا ہی سکون ملتا ہے جتنا کہ قرآن شریف پڑھنے سے۔ اتنے اچھے۔ اتنے پاکیزہ۔ اتنے معطّر و برگزیدہ بندے ہیں آپ۔ جس کی یاد کسی درماندہ کو سکون بخشے۔ اللہ کے پاس اس کا مرتبہ کتنا بلند و برتر نہ ہوگا۔

آپ کی

عفت

۲۳-۵-۸۵

خالہ بھائی!

ابھی کچھ دیر پہلے آپ کا خط ملا۔ یہ ایک علمی دستاویز ہے۔ اسے صرف چند سطروں کا خط نہیں کہہ سکتے۔ دنیا کی ہر بات پر آپ کی علمیت اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ اب کم از کم میں تو عَش عَش کی منزل سے بھی گزر چکی ہوں۔ "زنِ بیوہ" کے سلسلے میں اتنی تفصیل سے جو کچھ آپ نے لکھا ہے اسے پڑھ کر مجھے اندازہ ہُوا۔ کہ ہیں نے اور سب نے آپ کے علم و فن پر اب تک جتنا لکھا ہے۔ وہ کم ہے بہت کم۔ آپ کے علم و فضل کی تہ تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکا۔ اور یہ تہ کہاں تک چلی گئی۔ یہ بھی کسی کو نہیں معلوم۔ آپ کا خط پڑھتے وقت ایک محترمہ میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ اتنا پورشن سن کر انہوں نے آنکھیں پھیلا دیں۔ پُورا خط میں انہیں کیوں سنا دیتی؟

آپ کی

عفت

۲۲؍ اکتوبر ۸۵ء

یہ بات آپ نے بالکل صحیح لکھی ہے۔ کہ کسی کو اشعار کے بارے میں یقین نہ آسکے گا کہ مجھے ازبر ہیں تو پھر اب ان کا کیا ہوگا۔ خیر۔ نہ سہی۔ کسی کو یقین دلا کے مجھے کیا کرنا ہے۔ آپ سچ سمجھتے ہیں۔ بس میرے لیے کافی ہے۔ میں نے تو صرف راغب شکیب صاحب کو یقین دلا کے مجھے کیا کرنا ہے۔ کہ اگر بہت سے "جنٹلمین" حضرات کو مثنوی، دیوانِ حافظ، گلستان بوستان، اور غالب و اقبال کے علاوہ انگریزی، لاطینی، جرمنی اور جانے کون کون سی زبانوں کے شعر یاد ہو سکتے ہیں۔ اور پھر یہ تو اپنے ذوق، پسند اور وجدان کی بات کی ہے۔ خوش نصیبوں کو پورا کلام پاک حفظ ہو جاتا ہے۔ تو نا ممکن ہے کہ کسی انسان کا کلام یاد نہ ہو سکے؟ اور پھر آپ تو میرے آدرش ہیں۔ آپ کے نعتیہ اشعار جو میرے ذہن میں گونجتے ہیں۔ تو مجھے آپ خود مجسّم نعت معلوم ہوتے ہیں۔ اسی مناسبت سے میری محبّت بھی ہے۔ ایسی ویسی محبت نہیں۔ کیونکہ آپ کی شخصیت سے کسی قسم کا خیال کرنا کفر اور گناہ ہے۔ آپ کا رونگٹا رونگٹا سرکارؐ کی محبت میں بسا ہوا ہے۔ اور اس نسبت سے میری محبت کا یہ حال ہے جو آپ نے پہلے لکھ دیا ہے:

ع پیار میں احترام شامل تھا

میری محبت میں بھی بہت کچھ شامل ہے۔ احترام، عقیدت، ارادت، اور جانے کیا کیا۔ جس کا صحیح ادراک مجھے نہیں ہے ذہن میں جو خیالات گھومتے ہیں۔ وہ بس محسوس کرنے کے ہیں۔ محسوس کرانا میرے بس کی بات نہیں!

والسّلام

عفّت

پروردگارِ حسن و محبت کے حضور جتنے بھی سلام پیش کیے جائیں کم ہیں

——— خوشی اور مسرت کے ناپنے کا کوئی پیمانہ بنایا ہوتا تو میں بتاتی کہ آپ کے دو خط ایک ساتھ ملے۔ تو کتنی خوشی ہوئی۔ جگ جگ جئیں آپ۔ میری عمر بھی آپ کو لگ جائے۔

—————— یہ کیا بدشگونی ہے کہ جس نے چاہا کسی مرحوم سے آپ کو نسبت دے دی۔ یہ مجھے قطعی پسند نہیں۔ اب آپ میرے دل کی بات سنئے کہ میں پچھلے کسی بڑے سے بڑے نعت گو کے باپ دادا کو بھی آپ سے بڑا اور آپ سے زیادہ عالم نہیں جانتی۔

ہوں گے وہ بھی مگر میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ نعت گوئی کے جس عرش پر آپ متمکن ہیں وہاں تک کوئی نعت گو نہیں پہنچا۔ چاہے کوئی جلاد میرے سر پہ تلوار لے کر کھڑا ہو جائے۔ تب بھی میں یہی کہے جاؤں گی کہ دنیا میں بس ایک خالد ہی خالد ہے۔ سب سے اوّل سب سے اعلیٰ سب سے برتر۔ دنیا بھر کے سارے شاعر خالد کے غلام ہیں۔ خالد کے قامتِ شعر کے سامنے سب بونے سب بالشتیے۔ اس لیے میں نے آج تک کسی سے آپ کو نسبت نہ دی۔ اگر دی ہو گی تو کم علمی کی وجہ سے دی ہو گی۔ جانتے بوجھتے نہیں دی۔ میری نگاہوں میں آپ کا سا کوئی نہیں ہے۔

———————

میرے چہیتے دلارے میرے جان و جگر میری زندگی میرے خالد بھائی!

ابھی آپ کو بہت بہت سا جینا ہے۔ آپ کو ابھی خوب سارا لکھنا ہے۔ اسی لیے تو مجھے آپ کے سارے مداحوں سے جلن لگتی ہے۔ جو منہ میں بولتا ہے بس وہ پٹاک سے بک دیتے ہیں۔

—————— میں جو اگلے پچھلے و اب کے سارے شاعروں پہ آپ کو برتر و افضل سمجھتی ہوں تو لوگ ناک بھوں سکوڑتے ہیں۔ خیر ان سب کی تو مجھے کیا پروا ہے؟ مگر یہ ہے کہ روز بروز آپ کی محبت، عقیدت اور ارادت کے مینار میرے ذہن میں بلند سے بلند تر ہوتے جا رہے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ آپ دوسری دنیا کے انسان ہیں۔ کیونکہ آپ کا سا انسان مکروہ و ملوث دنیا کا باسی نہیں ہو سکتا۔ آپ کسی دوسرے ستارے کی مخلوق ہیں۔ جسے اللہ میاں نے سات پردوں میں چھپا کر زمین پر اتار دیا ہے۔

کل میں "حدیث خواب" پڑھ رہی تھی تو یہ اشعار میرے دل میں اُتر گئے:

مری غذا تری یادیں مری شراب آنسو
فغاں ہے میری غزل، مرثیہ مرا نغمہ

ہے داستان مری ایک لمبی گہری آہ
بنے گا کتبہ مری قبر کا شہیدِ وفا

برہ کی آگ میں جلتی ہوں کل نہیں پڑتی
غمِ فراق نے صبر و قرار لوٹ لیا

اب اشک و آہ مری زندگی کے ساتھی ہیں
ہیں سوتے جاگتے ماتم نشاطِ رفتہ کا

خوشی حرام ہوئی مجھ پہ تیرے جانے کے بعد
قرار پھر نہ دلِ بے قرار کو آیا

دل اختیار سے باہر نگاہ بے قابو
نہیں ہے کھیل چھپانا کشاکش دل کا

میں بھول جاؤں تجھے کس طرح یہ ممکن ہے
بھجن ہے میرا اٹوپ، استوار عہدِ وفا

نہ رات رات ہے میرے لیے نہ دن دن ہے
سکونِ قلب ہے اک بھاگتا ہوا سایہ

خفا ہو تُو تو کسی شے میں جی نہیں لگتا
تو زندگی ہے مری، موت ہے فراق ترا

کٹی عمرِ عزیز اندوہ و غم میں
ہمارے حصّے کی خوشیاں کہاں ہیں؟

اب اگر کوئی یہ کہے کہ آپ کے اشعار ذہن کی گرفت میں نہیں آتے۔ یاد نہیں ہوتے۔ دل پر اثر نہیں کرتے تو وہ آدمی میرے نزدیک ترس کے قابل ہے۔

عفت

---

۳۱ اگست ۸۵ء

میں آپ کے پاس اُس وقت ہوتی ہوں۔ جب کوئی دُوسرا نہیں ہوتا۔ لیکن آپ میرے پاس اُس وقت بھی ہوتے ہیں۔ جب دوسرے بھی ہوتے ہیں۔ اور بس انھیں نکال باہر کر دینے کو جی چاہتا ہے۔ کہ جب آپ میرے پاس تھے۔ تو پھر ان فالتوؤں کی کیا ضرورت تھی۔ آپ پاس ہوں تو پھر کسی کی بھی ضرورت نہیں۔ آپ تو اُس وقت بھی دل میں رہتے ہیں جب میرے سامنے قرآن کھلا ہوتا ہے۔ میرا سر سجدے میں جھکا ہوتا ہے۔ چاہے آپ سچ مانیں یا نہ مانیں۔ نماز میں بھی آپ یاد آتے ہیں۔ اللہ میاں حشر کے روز پوچھیں گے۔ تو نے نماز میں میرا دھیان نہیں کیا۔ میرے بندے کا خیال تیرے سر میں لہرا رہا تھا۔ کیا وجہ ہے؟

میں جواب دُوں گی پروردگار۔ امیری خطائیں یہ تو تیرا قصور ہے تو نے اپنے عبدالعزیز کو اتنا حسین وجمیل، اتنا عالم فاضل اتنا پر محبت اور اس قدر پیارا کیوں بنایا تھا۔ میرے مالک! تو بھی مجھے جواب دے کہ سوائے اس بندے کے کبھی میں نے کسی اور کا بھی خیال کیا تھا؟ اللہ میاں ٹھنڈی سانس لیں گے اور لاجواب ہو جائیں گے۔

صرف اور صرف آپ کی
عفّت

---

۲ مئی ۸۵ء

میری رگِ جاں میں بسنے والے۔ میری زندگی کی تمام خوشبوں کے امین
میرے بیحد پیارے خالد بھائی!

مارچ کا آدھا مہینہ اور پورا اپریل دعائیں مانگتے گزرا۔ اور آج ۲ مئی کو بالآخر میری دعاؤں نے پارسل مجھے دلا دیا لازوال مسرتوں کے ساتھ بے حد شرمندگی بھی ہوئی۔ اس خیال سے کہ ہماری دل شکنی نہ ہو۔ آپ بہت زیربار ہوئے اور آپ نے بھی بڑی کوفت اٹھائی۔ سچ ہے۔ وہاں سے یہاں تک کسی چیز کا پہنچنا بہت مشکل ہے۔ اب میں آپ کی محبت اور خلوص کا اعتراف کن لفظوں میں کروں۔ ڈائری اتنی اچھی اتنی عمدہ ہے کہ میں نے پہلی بار ایسی ڈائری دیکھی ہے۔ یہاں ایسی نہیں ملتی۔ اس پر جھٹ سے خالد نے قبضہ کر لیا۔ ایک قلم مجھے دیا اور دوسرا خود رکھ لیا۔ آج وہی قلم لے کر امتحان دینے گئے ہیں۔ نہایت عمدہ قلم ہیں۔ کتاب میں نے پوری کر لی۔ اس میں سب کے بیچ میں میں غریب بھی موجود تھی۔ بیحد خوشی اور فخر کا مقام ہے۔ آپ کی نسبت سے مجھے بے نوا، کم علم اور بے بضاعت کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ یہ میرے لیے خدا کی دین ہے۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ میرا ظرف بہت چھوٹا سا ہے اور یہ فخر و اعزاز بے حد بے حد بڑا ہے۔ کبھی کبھی تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک طویل من چاہا خواب ہے۔ ورنہ بھلا سوچنے کی بات ہے کہ کہاں آپ اور کہاں میں۔ آپ میں اور مجھ میں صدیوں کے علم و دانائی کا فاصلہ ہے۔ میں نے سب کے مضامین پڑھے اور ہمیشہ کی طرح ایک تشنگی ایک چبھن سی رہی کہ جس نے جو کچھ بھی لکھا ہے کیا اس نے آپ کی شخصیت و شاعری کا پورا احاطہ کیا ہے؟ آپ کے لیے احترام چاہیئے۔ تعریف چاہیئے۔ پرستش چاہیئے۔ آپ کو خدا نے جو غیر معمولی اور محیّر العقول صفات، بے حد و بے ثغور علم، سمجھ میں نہ آنے والی فضیلت، پیغمبرانہ عادات۔ اور سحور کن حسن عطا کیا ہے۔ کیا ان سب چیزوں کی مجموعی حیثیت سے

کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ الفاظ میں تعریف و ستائش کر سکتا ہے؟ میری عقل نفی میں جواب دیتی ہے۔ میں نے ہمیشہ یہی محسوس کیا ہے کہ آپ کو خدا نے پوشیدہ نبی بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ اور یہ آپ کا معجزہ ہے کہ اتنے سینکڑوں لوگ آپ کی تعریف میں اپنا زورِ قلم صرف کر رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ کہنے سے رہ ہی جاتا ہے۔ یہ صرف میری نہیں بلکہ اوروں کی بھی محرومی ہوتی ہوگی کہ اپنی دانست میں بہترین سے بہترین مضمون لکھ کے بھی اخیر میں سوچتے ہوں گے کہ جو کچھ لکھا ہے اس سے وہ شخصیت بلند ہے۔ بہت بلند۔ بلند سے بلند۔ بلند سے بھی بلند۔ اور پھر یہی پھانس دل میں کھٹکتی ہوگی کہ یا اللہ اور اچھے اچھے فقرے اور اچھوتے مضامین۔ اور کچھ عمدہ عمدہ چنے ہوئے الفاظ کہاں سے لائیں۔ کس طرح دل کی بات کہیں۔ یہ جو حافظ، رومی غالب، اقبال، نظیر اکبر آبادی، محسن کاکوروی وغیرہ سے لوگ آپ کا موازنہ کرتے ہیں تو مجھے بے حد دکھ ہوتا ہے۔ یوں لگتا ہے اس توازن و مقابلے نے آپ کا مرتبہ کم کر دیا ہے۔ سچ مانیے۔ یہ میرے دل کی آواز ہے کہ یہ کوئی بھی شاعر اگلے پچھلے اور ہم عصر شاعر کسی طرح بھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اگر متقدمین میں سے سب کے سب اس زمانے میں زندہ ہوتے اور آپ کی شاعری کا مطالعہ کرتے۔ آپ کے درجے اور مرتبے سے آگاہ ہوتے۔ آپ کے علم و فضل سے واقف ہوتے تو بلاشبہ یہ کہہ دیتے کہ خدا کی قسم خالد علم کا سمندر، علم کا ہمالیہ، علم کا آسمان ہے۔ اس کا مقابلہ کوئی بھی نہیں کر سکتا! آپ کا کمال تو یہ بھی ہے کہ آپ کوئی نیا نعتیہ کلام کہتے ہیں تو متعدد کتابوں سے کتاب کی وجہ تسمیہ واضح کرتے ہیں۔ عربی و فارسی کے متن کے حوالے بھی دیتے ہیں۔ بھلا معلومات اور وسعتِ مطالعہ کی کوئی انتہا بھی ہے۔ کیا سارے متقدمین نے ایسا کوئی شاہکار تخلیق کیا ہے۔؟ بالکل نہیں۔ تو پھر کسی سے آپ کا مقابلہ کیا۔ آپ مہرِ عالمتاب ہیں۔ سب آپ کے سامنے پلکیں جھپکاتے ہوئے دیے۔ آپ علم و فضل کا ایک ایسا آبشار ہیں جو بڑی اونچائی سے بے حد زور و شور سے جاری ہے اور جانے کہاں کہاں سمندر، دریا، جھیلیں اور چشمے بناتا خدا جانے کدھر سے کدھر نکل گیا ہے۔ اب دیکھئے کہ دماغ سے سوچ سوچ کے اتنا ہی سا لکھ کے میری فکر جواب دے گئی ہے۔ اور یہی کہنا پڑتا ہے کہ

جو تیری شان کے شایاں ہوں وہ الفاظ کہاں!

آپ تو وہ ہستی ہیں کہ جس نے

اک معمارِ علم فن جس نے　　کیے تعمیر فکر کے اہرام

اور وہ کون ہے۔؟

اک پیمبر ہے عصر حاضر کا
نام خالد خدا نے جس کو دیا

آپ کی مرسلہ کتابیں تاریخ ادب عربی، طابِ طاب اور قرآن کا معجزہ ملیں۔ اب پھر دیکھئے کہ آپ کے بارے میں عقیدت و محبت کے چشمے دل سے ابلتے ہیں۔ خالد نے فقط آپ سے عربی شعراء کے نام ان کی شاعری کے متعلق پوچھا تھا۔ آپ نے اسے تفصیلی معلومات بہم پہنچا دیں۔ وہ بھی حد سے زیادہ حیران اور مسرور ہے۔ اسے اس کتاب سے بڑی مدد ملی۔ یہی تو ہے کہ علم سے محبت رکھنے والے سب کو علم بانٹنے کی لگن اور تڑپ رکھتے ہیں۔ ورنہ کسی کو کیا لگے۔ آج کے طالب علم پاس ہوں کہ پاس نہ ہوں۔ سچ مچ آپ کا دل ہے کہ اللہ کا گھر رسولؐ اللہ کا آستانہ ہے۔

جس میں محبت ہی محبت خلوص ہی خلوص ہے ۔ پروردگار عالم آپ کو ہمیشہ خوش ، صحت مند رکھے ۔ آپ کو زندگی اور عمر طویل ترین عطا فرمائے ۔

خالد بھائی میں اکثر سوچتی ہوں کہ یہ میرے طویل طویل خط آپ پڑھتے بھی ہیں کہ اُکتا جاتے ہیں ۔ مگر میں کیا کروں ۔ آپ کو لکھنے لگوں تو ایک وجدان سا طاری ہو جاتا ہے مجھ پر ۔ سمجھ میں نہیں آتا میں آپ کے لیے کیا کروں ۔ کون سا نذرانہ اپنی عقیدت و محبت اور ارادت کا پیش کروں ۔ سرکارؐ کی محبت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سارا مال و متاع نذر کر دیا تھا حضرت اویس قرنیؓ نے حضورؐ کی محبت میں اپنے سارے دانت توڑ ڈالے تھے ۔ میں بھی کچھ ایسا ہی کروں ۔ آپ کے دل میں مجھ غریب ناچیز کی محبت یوں رچ جائے جیسے کچی مٹی میں پانی ۔ ویسے میں اتنی حقیر و کمتر ہوں کہ آپ سے بہن کا ناطہ لگاتے بھی شرم آتی ہے ۔ کوئی برابری ہی نہیں ہے ۔ جیسے کوہ نور ہیرے کے پاس کوئلہ ۔

عاشق رسول خالد کی

شیدائی

ع ۔ ف ۔ ت

---

۳ ـ ۵ ـ ۸۵

میرے پیارے ترین ، میری زندگی ، میری روح رواں

میرے خالد بھائی

. . . . سچ جانیے مجھے ہر لمحہ آپ یاد آتے رہے ۔ آپ میں دل لگا رہا کہ آپ نے ضرور میرے خط کا انتظار کیا ہوگا ۔ یہ آپ کی توجہ ، محبت اور خلوص ۔ خدا کی قسم ! میرے لیے اللہ کی نعمت ، اللہ کا احسان ہے ! آپ اتنے بڑے آدمی ہیں اور میں بھلا کیا ہوں ۔ آپ اتنے فاضل ہیں ۔ مگر اتنے اُونچے ، بلند ، پاک و منزّہ ، ہمدرد ، محبت والے ، بااخلاق ، منکسر المزاج ، اتنے مخلص ہیں ۔ آپ اللہ کا سایہ ہیں ۔ آپ بہت بہت اچھے ہیں ۔ میں اپنے دلی جذبوں کا اظہار کرنے سے قاصر ہوں ۔ کیا کروں ۔

میں ہوتی تو وہ پاؤں دھو دھو کے پیتی

عفت

...

۱۲-۶-۸۵

میں ایک مضمون اور وہ اشعار لکھ رہی ہیں۔ جو مجھے زبانی یاد ہیں۔ یہ راغب شکیب کے شکوے کا جواب ہے جنھیں آپ کے شعر یاد نہیں ہوتے۔ ان کی اس بات پر تعجّب ہوتا ہے کیسے گھامڑ ہیں۔ بھلا آپ کے اشعار یاد نہیں ہوتے تو پھر کون سا شاعر ایسا عمدہ ہے کہ دل پر لگنے والی شاعری کرتا ہے۔ اور اس کے اشعار یاد رہ جاتے ہیں۔ مجھے پتہ نہیں۔

آپ سچ جانیے کہ میں نے کبھی کسی ٹٹ پونجیے شاعر کا کلام نہیں پڑھا۔ یہ جو جوش، فیض، فراق، فراز وغیرہ کا غل مچتا ہے۔ وہ سب مجھے بکواس اور سطحی پن لگتا ہے۔ میں نے آج تک ان شاعروں کا ایک بھی شعر نہیں پڑھا۔ پہلے بڑے لحن داؤدی سے اقبال غالب کو گھوٹتی تھی۔ مگر آپ کا کلام خاص کر نعتیہ کلام پڑھ کر ان میں بھی کوئی کشش، سحر، جذب، تاثر اور دلکشی نہیں رہ گئی۔ آپ کے کلام کی گھن گرج، عظمت و شوکت، اثر آفرینی اور دل کشی و خوب صورتی کی کیا بات ہے!

. . . . . . ہم لوگ اس طرح باتیں کرتے ہیں کہ اگر کبھی قسمت نے آپ سے ملا دیا تو ہم آخر آپ سے کیا باتیں کر سکیں گے۔ سچ مچ میں تو گونگی ہو جاؤں گی۔ علم کا آفتاب میرے سامنے ہو گا۔ اور میری آنکھیں چکا چوند ہو جائیں گی۔

عفت

۳۰-۶-۸۵

پیارے خالد بھائی!

انتظار کے پہاڑ اب سرک نہیں رہے ہیں خالد بھائی !

بدلہ لینا آپ کو آتا نہیں

سزا دینا آپ جانتے نہیں

ایسے لین دین کے تصور سے بھی آپ ماوری ہیں

میری کوئی بات آپ کو ناگوارہ ہوئی ہو

اس کا بھی امکان نہیں

آپ مجسم مہربانی ہیں

محبت کا پیکر ہیں

پھر کیا بات ہے ۔ آپ کا خط نہیں آیا ۔

خدا کرے کہ آپ صحت مند ہوں ۔

خوش ہوں ۔

تاخیر کی وجہ صرف مصروفیت ہو ۔

سچ مانیئے میرے پیارے ترین بھائی

مری آرزو میرا مدعا کوئی اور اس کے سوا نہیں

تو ملے تو کوئی مرض نہیں تو نہیں تو کوئی دوا نہیں

مضطرب و منتظر

عفت

---

۱۱ - ۶ - ۸۵

میرے دیوتا !

آج ۔

خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے !

خدارا کچھ محسوس نہ کیجئے گا ۔ میری عرض صرف یہ ہے کہ ۔

دے مجھے رخصتِ گزارشِ شوق
کھلے تیرے حضور میری زبان

اور گزارش بس اتنی ہے کہ اب کی آپ نے دیر میں خط لکھ کے میری جان پر بنا دی۔ میں سچ کہتی ہوں کہ آپ کے خط کے پہنچنے کے دن میں انگلیوں پر گنتی ہوں۔ صبح سے ایک بجے تک ایسی امید بندھی رہتی تھی اور پھر جب دوسرے ردّی رسالے اِدھر اُدھر کے واہیات خط آتے تھے جن میں آپ کا خاص نیلا لفافہ دکھائی نہیں دیتا تھا تو یوں لگتا تھا جیسے کسی بیمار نے آخری سانس لے کے جان دے دی ہو۔ پھر دوسرے دن اُسی وقت کا اتنا ہی انتظار۔ آپ سمجھیں گے کہ میں مبالغہ کر رہی ہوں۔ مگر آپ کو اپنے خلوص و التفات کا واسطہ۔ سچ مانیے کہ جب کوئی پوچھتا تھا کہ اتنی اداس کیوں ہو تو آنسو میری زبان بند کر دیتے تھے۔ میں عجیب سی بے حس ہو کر رہ گئی تھی۔ خالد بھائی۔ اگر خدانخواستہ کبھی آپ نے اتنی یا اس سے زیادہ دیر کر دی تو میں اندر اندر گھل کے ختم ہو جاؤں گی۔ مجھے وہم آنے لگتے ہیں۔ ایسا تو نہیں کہ خدانخواستہ آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی ہے۔ یا پھر آپ کی بندہ نوازی اور حوصلہ افزائی نے مجھے جس قدر بے تکلف اور بے باک کر دیا ہے تو میں نے کوئی ایسی بات لکھ دی ہے جو آپ کو ناگوار ہوتی ہے۔ بس۔ اور اسی طرح سوچ سوچ کے میں مضطرب ہو جاتی ہوں۔ مجھے احساس ہے کہ آپ اتنے مصروف رہتے ہیں۔ لیکن یہ میری التجا ہے۔ مجھ پر سب سے پہلے ترس کھائیے۔! میں آپ سے بس یہی چاہتی ہوں۔

اک نگاہِ محرمانہ! ایک حرفِ مہربان
اے قرارِ جانِ عفت۔ اے عزیزِ دو جہان

آٹھ دس روز ہوئے ایک صاحب ایاز عباسی نامی پاکستان سے آئے تھے۔ اور مجھ سے بھی ملے۔ پتہ نہیں کون تھے۔ مگر ان سے ملنا پڑا۔ اور وہ گھنٹہ بھر بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ ہم نے پاکستان کے جغرافیہ تاریخ کے بارے میں کچھ بھی نہیں پوچھا۔ میں اور خالد ان کے بیٹھنے تک صرف آپ کے متعلق پوچھتے رہے۔ اُنہوں نے سب بتایا۔ آپ کو کسی محفل میں دیکھا تھا۔ کہہ رہے تھے کہ کیا انسان ہے۔ صورت میں یکتا۔ سیرت میں بے مثال۔ آپ مسکراتے ہنستے ہیں تو بے حد خوب صورت لگتے ہیں۔ سارے پاکستان میں آپ ہی آپ ہیں۔ آپ کا سا عالم پوری دنیا میں نہیں ہے مگر آپ اتنے ہی منکسر المزاج اور نیک دل ہیں۔ چھوٹے موٹے شاعر ذرا سی واہ واہ پر خود کو کچھ سمجھنے لگتے ہیں۔ مگر آپ شہرت اور ناموری کے عرش پر متمکن ہیں۔ آپ میں غرور نہیں ہے۔ تکبّر نہیں ہے۔ ایسا انسان کسی ملک کی تقدیر سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر اُنہوں نے مجھ سے پوچھا کیا آپ کی شاعری میری سمجھ میں آتی میں نے جواب دیا کہ عربی اور مشکل فارسی کو چھوڑ کر آتی ہے۔ تب اُنھوں نے کہا کہ۔ نہیں! وہ کسی کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ کیونکہ خالد صاحب ہم ایسے کم علم جاہلوں کے لیے نہیں لکھتے۔ وہ صاحب نعتؐ کے لیے لکھتے ہیں اور داد بھی انہیں سے پاتے ہیں۔! وہ صاحب گھنٹہ بھر بیٹھے رہے اور ہم صرف آپ ہی کی باتیں کرتے رہے۔ خالد نے کہا کہ آپ نے اسے اُردو سکھائی ہے۔ اس نے اپنا البم دکھایا۔ میں نے انھیں وہ اشعار سنائے جو مجھے ازبر ہیں۔ انھیں بڑی حیرت کہ ہم آپ سے اتنے قریب ہیں۔ آپ ہمیں خط لکھتے ہیں۔ تب میں نے کہا تھا کہ رحمۃ للعالمینؐ کا عاشق ہم ایسے کم سواد بے سروسامانوں پر بہت

شفیق و مہربان ہے۔ ان کی محبت جو خدا کا خاص عطیہ ہے۔ اس سے ہم بہت خوش اور مطمئن ہیں۔

سچ مچ حیرت کی زیادتی سے میں تو پاگل ہوں۔ آپ اتنے بڑے اتنے بڑے آدمی ہیں۔ اتنے بارعب، پُروقار اور عظیم ترین شاعر ہیں۔ ایسے زبردست عالم ہیں۔ اتنی زبانوں پر آپ کو عبور حاصل ہے۔ آپ کے بے گنتی پرستار ہیں۔ آپ پر اتنے ضخیم نمبر نکلے ہیں۔ مگر سچ بتلایئے کہ آپ کا ظرف آسمانوں کا سا بلند اور وسیع ہے کہ آپ پھر بھی اتنے ہی سادہ دل اور خلیق ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ اللہ میاں نے آپ کو دنیا میں بھیجتے وقت کوثر و تسنیم کے پانیوں سے آپ کے ذہن و دل کو دھو کر آپ کو بھیجا ہے۔ تبھی آپ اتنے فرشتہ ایسے پیغمبر صفت ہو گئے۔ مجھے تو معلوم ہے کہ دنیا کی کسی بھی زبان کے شاعر پر اتنے ضخیم اور شاندار نمبر نکلے ہیں۔ کسی کی بھی اتنی تعریف و توصیف نہیں ہوئی۔ پھر میں آپ کو پیغمبر، دوسرا جبریل امین اللہ کا فرستادہ اوتار کیوں نہ سمجھوں؟ آپ میں کوئی خرابی کوئی عیب کوئی نقص، کوئی کمزوری نہیں ہے۔ آپ کا چہرہ اتنا پیارا ہے۔ آپ کا دل اتنا حسین ہے۔ آپ کے اوصاف اتنے خوب صورت ہیں۔ جیسے کسی بُت تراش یا مصوّر سے اتفاقاً کوئی اچھا مجسمہ یا دل کش تصویر بن جاتی ہے۔ اور وہ مسرت، آمیز حیرت، سے اپنے شاہکار کو دیکھتا ہے۔ وہی حال اب اللہ میاں کا بھی ہوگا۔ انہوں نے مٹی سے آدمی بنا بنا کے دنیا میں پھینکے۔ اور آپ کو دیکھ دیکھ کر خوشی سے مسکراتے ہوں گے۔ کہ یہ ایسا حسین ترین غلمان مجھ سے کیسے بن گیا؟ سچ مانیے یہ جو میں ٹوٹی پھوٹی آپ کی تعریف کرتی ہوں۔ تو یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اگر مجھے بھی کئی زبانوں پر قدرت ہوتی۔ مجھ میں بھی اظہارِ احساس و خیال کی طاقت ہوتی۔ تو میں ایمان سے یہاں سے وہاں تک تہلکہ مچا دیتی۔

اپنا پکاروں عفّت
تیرے سوا میں کس کو؟
عفّت

۲۴-۷-۸۵

دلداری کے پیغمبر کے حضور میرے ہزاروں سلام!

اب آپ کی محبت و عقیدت میرے دل میں اتنی بڑھتی جا رہی ہے۔ کہ دیدار کی حسرت و تمنا بیکل کر رہی ہے۔ اب دیکھیے کہ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ باتیں کرتے کرتے حضرت موسیٰ کو بھی بالآخر محبوب کی دید کی خواہش نے بے چین کر دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ میرا حال بھی انہیں کا سا ہو۔ مگر سامنا کب ہوگا؟

مجھے تو ان لوگوں پر بھی غصہ آتا ہے۔ جو آپ سے ملتے ہیں۔ آپ سے باتیں کرتے ہیں۔ آپ کے قریب رہتے ہیں۔ خیر حضرات کی حد تک صبر آسکتا ہے۔ مگر خواتین کا خیال کرنے سے اتنی جلن ہوتی ہے کہ کچھ حد نہیں۔ مجھ میں رشک و حسد کی بہت صلاحیت ہے۔ یہ سوچ سوچ کر خون پانی ایک ہوتا ہے۔ سب آپ کے اتنے قریب ہیں۔ میں اتنی دُور ہوں۔ عجب تقدیر ہے!

مگر آپ! جن کا حکم الفاظ پر چلتا ہے۔ دم فکر سخن۔ آپ نگینے جڑتے ہیں۔

آپ کے بحرِ دل کا کوئی کنارہ نہیں ہے

ایک معمارِ علم و فن جس نے کیے تعمیر فکر کے اہرام

اور صرف ایک ہی زبان میں نہیں کیے۔ کتنی زبانوں پر ان کے ادب پر آپ کو کامل دسترس حاصل ہے۔ تو پھر آپ کا کیا حال ہوتا ہے؟ یہ روشنیٔ طبع جو دراصل آپ کی ہے، مگر ہماری آنکھوں کو خیرہ کرتی ہے۔ وہ کتنی ہے؟ یہ علم و فضل کا ہمالیہ جو آپ کے سینے میں پوشیدہ ہے۔ اس کا بوجھ آپ کیسے سہارتے ہیں؟ میری تو عقل گول ہو جاتی ہے۔ میرے ایک تولے کے دماغ میں یہ بات آتی ہی نہیں۔ آپ اتنے بڑے انسان ہیں۔ اتنے بڑے شاعر ہیں۔ اور یہ دونوں حیثیتیں مل کے آپ کو کتنا عظیم المرتبت، کتنا پُرشکوہ، کتنا ارفع و اعلیٰ، اور کتنا حیرت انگیز بنا دیتی ہیں۔ ایک شاعر کی حیثیت سے آپ بلاشبہ نابغۂ اعصار ہیں۔ اور انسان کی حیثیت سے، جب مجھے معلوم ہوتا ہے۔ آپ میں انسانی کوئی عیب نہیں ہے۔ آپ میں کوئی کمزوری، کوئی نقص، کوئی خرابی اور کوئی بُرائی نہیں ہے۔ آپ غصہ نہیں کرتے۔ کسی کی دل شکنی آپ کے لیے گناہ ہے۔ آپ سب کی ہمدردی میں لگے رہتے ہیں۔ اور وہ [illegible] جو پیغمبروں کے لیے [illegible] ہیں [illegible] ۔ بنانے والا ہی جان سکتا ہے۔ کہ آپ کیا ہیں؟ ہم میں سے کسی کو کبھی آپ کی بلندی، وسعت اور گہرائی کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ چاہے کتنے ہی ضخیم و عظیم خالد نمبر نکل جائیں۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔

بھائی خالد! جنت تو صرف انبیا اور اچھے لوگوں کے لیے بنائی گئی ہے۔ آپ کے سے نبیؐ کی محبت کے گیت گانے والے کے لیے۔ عشرۂ مبشرہ کی طرح آپ گیارہ "مبشرہ" ہیں۔ (گیارہ کو عربی میں کیا کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں ہے)۔

آخر میں ایک بات مجھے ضرور بتائیے کہ یہ میرے بے معنی دفتر کے دفتر آپ پڑھتے بھی ہیں۔ کہ نہیں؟ کیا مجھے آپ کی اکتاہٹ اور مصروفیت کا خیال کر کے مختصر لکھنا چاہیئے!

بے بضاعت

عفت

۷-۸-۸۵

تاجدارِ علم کی خدمت میں ادنیٰ ترین رعایا کے محبت بھرے سلام!

آپ کا خط ملا۔ اب کی ذہن کو ذہن سے راہ والی بات ہوگئی۔ میں نے لکھا تھا کہ آپ اشرفیوں میں قرض چکاتے ہیں۔ اور آپ نے لکھا ہے۔ کہ تمھارا قرض کیسے چکاؤں۔ اگر میرے جذبات اور محسوسات سچ مچ کوئی چیز ہیں۔ تو ان کی قیمت و اہمیت کم ہے بہت کم۔ ان کا کیا مول ہے۔ قرض اگر ہے تو آپ کا ہے۔ آپ کی توجہ، محبت، التفات، اور خلوص کا ایسا بھاری قرض ہے کہ وہ میں عمر بھر بھی آپ کے گن گا کے ادا نہیں کر سکتی۔ میری ادبی و غیر ادبی حیثیت ایک تنکے کے برابر نہیں ہے۔ اور آپ کی سی عظیم و برتر ہستی کا خلوص اور ہمدردی مجھے اپنے لیے ایک معجزہ معلوم ہوتی ہے۔ سچ جانیے جو کچھ میں آپ کو سمجھتی ہوں۔ وہ الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ آپ کا خیال آتا ہے تو ذہن میں دُور دُور تک آسمان پھیلنے لگتا ہے۔ ایک اچھوتی سی مہک محسوس ہوتی ہے اور یوں لگتا ہے کہ جیسے بہت سی نعمتیں آس پاس بکھر گئی ہیں۔ جیسے شاہد صاحب نے لکھا تھا کہ ہنسنے سے آپ کا چہرہ سنور جاتا ہے۔ اسی طرح مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے تصور سے میرا ذہن سنور جاتا ہے۔

لیجئے۔ قرض کی بات تو رہ ہی گئی۔ میرا مطالبہ بس یہ ہے کہ قرض آپ رکھے رہیے۔ تھوڑا تھوڑا سود ادا کر دیا کیجئے۔ اتنا سب کچھ جو آپ لکھتے ہیں نا۔ وہ سب چشمۂ زمزم کی طرح ہے۔ آبِ زمزم کا منبع کہاں؟ خدا جانے اور آپ کے علم و فضل کا سمندر کہاں سے شروع ہے۔ یہ بھی کسی کو نہیں معلوم۔

. . . . . اب مثلاً آپ پرانے ضخیم و عظیم نمبر نکل گئے۔ آپ نے ذرہ برابر بھی فخر و غرور نہیں محسوس کیا۔ مگر جیسے آسمان ستاروں سے لدا پھندا ہے۔ اس پر عرش و کرسی۔ جنت اور جانے کیا کیا ہے۔ اور آسمان خاموش ہے۔ دوسرے جانتے ہیں۔ وہ کتنا بلند ہے۔ کتنا وسیع ہے۔ اس آسمان پر سورج ایک ہے۔ چاند ایک ہے اور خالد بھی ایک ہی ہے۔ کسی کو بھی علم نہیں کہ علم و فضل اور مدح و ستائش کا اتنا بے حد بوجھ آپ کیونکر سنبھالتے ہیں)۔

ایک بات فوراً بتا دیجئے کہ یہ میرے میلوں لمبے خط آپ کی مصروفیات میں حارج تو نہیں ہوتے۔ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے۔ ان طویل طویل خطوں کے پڑھنے سے آپ اکتاتے تو نہیں۔ اگر سچ مچ ایسی ہی بات ہے تو پھر —— چاہے مختصر لکھنے میں میرا دم کیوں نہ گھٹ جائے۔ مگر آپ کی مرضی اور خوشی کی خاطر مجھے سب کچھ منظور ہے۔

عفت

۳ - ۲ - ۹۶

جناب محترم، تسلیم

مزاج گرامی!

کتاب نما ملا۔ شکریہ!

مومن کے ترمیم شدہ شعر پر جو لے دے ہو رہی ہے اور جتنے خط سامنے آرہے ہیں وہ میری دانست میں عجیب و غریب ہیں۔ بعض خطوں کا انداز پھر بھی گوارا ہے۔ لیکن اکثر ایسے ہیں جو مومن کے شعر کو اپنی جاگیر سمجھ کر بالکل آپے سے باہر ہیں۔ یہ کتنی نامناسب بات ہے۔ آپ ماشاء اللہ ایڈیٹر ہیں۔ بے شک قاری کی رائے سے آپ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ مگر اتنے ایڈیٹرانہ حقوق تو آپ کو حاصل ہوں گے کہ کسی نامناسب، غیر شریفانہ اور دل آزار خط کو اشاعت سے روک سکیں!

حالیہ شمارے میں جن عبدالمغنی کا طویل خط چھپا ہے۔ وہ تو گویا تیغ بے نیام ہے۔ یہ عبدالمغنی کوئی نئے طوطے معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ آج تک کسی رسالے میں کبھی ان کا نام نامی اسم گرامی میری نظر سے نہیں گزرا۔ نہ موصوف کی کوئی قیمتی اور اعلیٰ پایہ کی کاوش ہی نظر نواز ہوئی۔ ہو سکتا ہے کہ مغنی صاحب ان رسائل و جرائد میں لکھتے ہوں جو ابھی معرض وجود میں نہیں آئے۔ ادب و شعر کی گزرگاہ پر جتنے ادیب و شاعر گزرتے ہیں وہ کم و بیش سب میری نگاہ میں ہیں۔ لیکن اس بھیڑ میں جناب کہیں دکھائی نہیں دیئے! شاید انہوں نے کوئی جادوئی کمبل اوڑھ رکھا ہے کہ وہ تو سب کو دیکھ سکتے ہیں۔ انھیں کوئی نہیں دیکھ سکتا!

جو شخص دوسروں کی حرص میں ادیب یا شاعر ہونے کی تہمت خود پر لگا لے۔ اس سے کسی قسم کی روشن خیالی، بلند نظری یا رواداری کی توقع محض بیکار ہے۔ لیکن حقیقتاً اگر کوئی ادیب یا شاعر ہے تو اسے یقیناً فراخدل، وسیع الظرف اور غیر جانب دار ہونا چاہیئے۔ جو کسی نئی چیز کو قبول کر سکے۔ اور کسی کے لیے کوئی نئی راہ بھی واضح کر سکے۔ ادب و شعر کی ترویج و ترقی کا ایک مؤثر ذریعہ یہ بھی ہے!۔

مغنی صاحب! مومن کے شعر کی ترمیم پر بہت برہم ہیں۔ شاید انھیں معلوم نہیں ہے کہ کسی کا کوئی سا بھی شعر کسی کی ذاتی میراث نہیں ہے اور یہ شعر جس پر اس قدر شور و غل مچ رہا ہے کسی کے بھی والد صاحب کا نہیں ہے اور غالباً مومن سے بھی مغنی صاحب کی قریبی رشتہ داری نہ ہوگی پھر اس قدر آپے سے باہر ہونے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی! انھیں یہ بھی خوش فہمی ہوگی کہ ان کی دراہیات... عیب مغز اور کھوکھلی تحریر کا کوئی انھی کے اسٹائل میں جواب نہیں دے سکتا۔ جواب تو بہر حال

سب کے پاس موجود ہے۔ یہ ضرور ہے کہ کسی ابتذال پہ اُتر تے شریف قلم رکتا ہے۔

عبدالمغنی کو معلوم ہونا چاہیے کہ مومن کے شعر کی ترمیم جناب عبدالعزیز صاحب خالد نے کی ہے۔ ان کے علم و فضل کی تعریف کرنے سے بڑے سے بڑا علّامہ بھی قاصر و عاجز ہے۔ ابھی تک جتنے ضخیم و عظیم خالد نمبر نکل چکے ہیں۔ ان کی ہوا بھی عبدالمغنی کو نہیں لگی! جتنی مجیر العقول اور بیش بہا تصانیف خالد صاحب نے ابھی تک پیش کی ہیں۔ ان کے نام بھی عبدالمغنی کو معلوم نہ ہوں گے! خالد صاحب کے ناخن کے برابر بھی علم عبدالمغنی کو نصیب نہیں ہوا۔ ان کے فن عروض کی مہارت کو بھی کوئی چیلنج نہیں کر سکتا! پھر یہ غیظ و غضب یہ تیور، یہ برہمی آخر کس بھرم پر ہے۔

مرحوم تن سنگ نے ایورسٹ پہ پہنچ کر کہا تھا کہ "خدا کا آسمان اب بھی ہم سے اتنا ہی دُور ہے جتنا زمین سے دُور تھا! خالد صاحب کی مدح و ثنا کرنے والا بھی کہتا ہے (بشرطیکہ وہ ایمان دار و مخلص ہو۔) کہ اعلیٰ ترین خیالات کے اظہار اور بلند ترین الفاظ کے استعمال کے بعد بھی ہم خالد صاحب کی رفعت و عظمت، کمال علم اور شان و فضیلت کی کماحقہ تعریف و توصیف نہیں کر سکتے۔ خالد صاحب پھر بھی بالا، بلند و برتر ہی رہتے ہیں!"

ہم سب (عبدالمغنی صاحب قبلہ بھی) معمولی سے علم کی اُتھلی گڑھیا میں کنوئیں کے مینڈک کی طرح پُھدک رہے ہیں اور خوش ہیں کہ یہی سب سے بڑا سمندر ہے! علم جسے کہتے ہیں وہ صرف اور صرف خالد صاحب ہی کو مبدا فیاض سے عطا ہوا ہے۔ وہ حقیقتاً بحرِ علم و فضل کے اس بے تہہ و بے کنار سمندر میں اُترتے جائیے اور گہرے۔ اور گہرے اور خود بھی علم کے سچے موتیوں سے دامن بھر لیجئے بشرطیکہ اتنی استطاعت، طاقت اور قسمت آپ کو نصیب ہو!

لہٰذا عبدالمغنی صاحب باور کیجئے کہ آپ خالد صاحب کے مقابلہ میں صفر کو بھی حیثیت نہیں رکھتے! اُس کوہِ علم کے سامنے آپ اپنا چھوٹا قد کتنا بھی کھینچ گھسیٹ کر اُونچا کرنے کی کوشش کیجئے! بہر حال بونے اور بالشتئے ہی رہیں گے۔

مغنی صاحب کو ان کی ہرزہ سرائی کا کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ مطمئن ہوں گے کہ اُنہوں نے اپنے دلائل سے خالد صاحب کو قائل کر دیا ہے۔ لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ عالم ہمیشہ کسی جاہل کی بات کا جواب خاموشی سے دیتے ہیں! فقط والسلام

عفت موہانی

---

۵ نومبر ۱۹۸۵ء

(جس خط کے جواب میں یہ خط لکھا گیا ہے۔ وہ کتاب نما (نئی دہلی) دسمبر ۱۹۸۵ء میں شائع یوں ہوا تھا۔)

زیرِ نظر شمارے میں عفت موہانی کا کھلا خط عجیب و غریب ہے۔ انھوں نے مومن کے مشہور شعر

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

کی جو تشریح فرمائی ہے۔ اگر وہ ایک مذاق ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حسین شعر کی کیفیات ان کے ذہن رسا سے باہر ہیں۔

اس شعر پر عبدالعزیز خالد نے عروض کی موشگافی کا جو جوہر دکھایا ہے وہ ممکن ہے کہ ان کی فنّی اُستادی اور عروضی مہارت کا ثبوت ہو مگر اس سے ان کی شعری حسیّات پر شبہ ہوتا ہے۔ اُنھوں نے مومن کے شعر میں اصلاح کر کے اس کا سارا حسن غارت کر دیا ہے۔ شاعری میں کچھ رخصتیں ہوتی ہیں۔ اور ہر حقیقی شاعر ان سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ مومن کے زیرِ بحث شعر میں یہی رخصت شاعرانہ تسلیم کی جانی چاہیئے۔ عہد غالب میں اسے تسلیم کیا گیا۔ اور خود غالب نے مومن کے اس شعر کی تحسین کی جس پر عبدالعزیز خالد کو اعتراض ہے۔ یہ فرق دراصل شاعر اور غیر شاعر کا ہے۔ اس فرق کی وجہ سے خالد کی شاعری ایک ورزشِ فن سے زیادہ کوئی لطف نہیں رکھتی۔ میں نے برسوں قبل "سیارہ" لاہور کے عبدالعزیز خالد نمبر میں اپنے مضمون "عبدالعزیز خالد کی شاعری کا جوہر" میں عرض کیا تھا کہ وہ شاعری کی استعداد تو رکھتے ہیں لیکن شاعری کا کمال دکھانے سے اب تک قاصر رہے ہیں۔ اس لیے کہ اُنھوں نے جو کچھ مطالعہ کیا ہے۔ اسے جذب کر کے جزوِ شاعری نہیں بنا سکے۔ حالانکہ ان کا علمی مطالعہ بھی بہت معمولی ہے۔ اور ان کے بہتیرے افکار بالکل خام ہیں۔

عبدالمغنی

۱۹-۱۱-۸۵

جدائی میں قلب و جگر جل رہے ہیں محبت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
تصور میں سجدے کئے جا رہی ہوں محبت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ل پہلے مصرع کی ایک صورت یہ پیش کی گئی تھی۔

ع پاس ہوتے ہو تم مرے گویا

دل کی گہرائیوں سے دُعا ہے کہ آپ ہر طرح صحت مند اور خوش و خرم ہوں۔

اس عرصہ میں میرے دو خط آپ کو ملے ہوں گے۔ ۷ / اکتوبر اور ۴ / نومبر کے لکھے ہوئے نومبر والے خط میں جانے کیا کچھ آپ کو بھیج دیا تھا۔ لفافہ ذرا وزنی ہو گیا تھا اس لیے اندیشہ ستا رہا ہے کہ وہ آپ تک پہنچا کہ راستے ہی میں رہ گیا۔

روز آپ کے خط کا شدید ترین انتظار رہتا ہے۔ وہم بھی ستا رہا ہے کہ خدانخواستہ آپ کا مزاج تو ناساز نہیں؟ اتنی دیر تو آپ کے خط میں کبھی نہیں لگی تھی! خدا کے لیے جلد اپنی خیریت سے آگاہ کیجیے۔

میں آپ کی اجازت کے بغیر مختلف پرچوں میں آپ پر مضمون اور آپ کی غزلیں چھپوا رہی ہوں۔ اسی لیے آپ ناراض تو نہیں ہو گئے۔ اکتنے بہت سے دن انتظار میں بیت گئے۔ خدا کرے کہ آج آپ کا خط مل جائے۔ کسی کام میں میرا دل نہیں لگ رہا ہے۔ اللہ کرے کہ آپ بالکل بخیریت ہوں۔ صحت مند ہوں۔ خط میں تاخیر کی وجہ صرف آپ کی مصروفیت ہو۔

بہت سی دُعاؤں کے ساتھ

آپ کی

عفت

---

۸۵ - ۱۲ - ۱۰

میرے دین و دنیا سے عزیز، میری جان سے پیارے خالد بھائی!

بہت بہت سلام

اپنے جس خط میں آپ نے ذن بیوہ کی تشریح کی تھی۔ بس اس کے بعد آج یہ ۲ / دسمبر کا آپ کا خط ملا ہے اور یہ عرصہ میں نے آپ کے خط کے انتظار میں کس طرح گزارا ہے۔ اس کا حال تو صرف مجھے معلوم ہے۔ روز خالد کو پوسٹ آفس بھیجتی تھی۔ مگر وہ منہ لٹکائے واپس آتے تھے تو نہ پوچھئے کہ مجھ پر کتنی اُداسی چھا جاتی تھی۔ مجھے یہ پتہ ہی نہ تھا کہ آپ کا خط پوسٹ کی ڈسٹربنس میں رہ گیا ہے۔ مجھے بس یہ وہم ستاتا تھا کہ کہیں خدانخواستہ آپ کا مزاج نہ ناساز ہو گیا ہو۔

کیونکہ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ اتنے ہفتوں تک خط نہ ملا ہو۔ بہر حال وہ جو اتنا بہت سارا کاٹھ کباڑ میں نے آپ کو صرف آپ کا جواب پانے کے لیے بھیجا تھا۔ اس سے میں محروم رہ گئی۔ اب وہ شاید ملے گا بھی نہیں۔ بہت سے دن گزر چکے ہیں۔

سچ مانیے کہ آپ کی یاد و محبت میری زندگی ہے۔ آپ کے خط میری زندگی کا سرمایہ جینے کا بہانہ ہیں۔ آپ آزمایئے اگر آپ کہہ دیں کہ میرے خط کے سوا کچھ نہ لکھو تو میں اللہ کی قسم عمر بھر کے لیے قلم ہاتھ سے رکھ دوں۔ اگر آپ یہ کہہ دیں کہ جاؤ اب میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں تو پھر میں شاید۔ چھ سات دن بھی زندہ نہ رہ سکوں۔ خالد بھائی میرے اس جذبے کو مذاق نہ سمجھیے۔ میں نے آپ کو اپنی رُوح سمجھ رکھا ہے۔ خدا بہتر گواہ ہے کہ میں نے اپنی ہوش کی عمر میں آپ سا انسان نہیں دیکھا۔ نہ اپنے خاندان میں کسی اور۔ میں یہ الفاظ میں بتا ہی نہیں سکتی کہ میں آپ کو کیا سمجھتی ہوں۔ جو کچھ مجھے محسوس ہوتا ہے اسے میں کہنے سے قاصر ہوں۔ آپ کے بے گنتی انٹرویو میں نے کتنی کتنی بار پڑھے ہیں۔ ان میں آپ کی صورت و سیرت اور اوصاف لکھے ہیں۔ مگر ڈھونڈے سے بھی باریک سے باریک نقص یا عیب نہیں ملا۔ پھر آپ کیا ہیں۔ یہ تو نہ مجھے معلوم ہے۔ نہ آپ کو معلوم ہے۔ بس اللہ میاں کو معلوم ہے۔ اگر کوئی حضرت عائشہؓ کی طرح مجھ سے پوچھے کہ خالد صاحب کا کردار کیا ہے۔ تو میں اسے یہی جواب دوں گی۔ کہ کیا تم نے خلق النبیؐ نہیں پڑھے؟ آپ اتنے اچھے ہیں اتنے پیارے ہیں۔ اتنے من موہنے ہیں، کہ آپ سے صرف محبت ہی کی جا سکتی ہے۔ اور یہی میں کرتی ہوں۔

اتنے متعلقین کے سوائے آپ سارے کے سارے میرے ہیں۔

اور ہمیشہ کے لیے ——— آپ سے میری عرض ہے

میں رہوں یا نہ رہوں میری وفا یاد رہے!

"حریم" میں آپ پر جو مختصر سا مضمون لکھا تھا۔ اس سلسلے میں اب تک مجھے بادن خط مل چکے ہیں۔ ان میں آپ کے مزید تعارف، اشعار، سوانح عمری اور کتابوں کی فرمائش ہے۔ چند ایک کو میں نے جواب لکھا ہے۔ مگر چونکہ مجھ میں رشک و رقابت کی صلاحیت بہت زیادہ ہے۔ اس لیے میں نے کسی کو آپ کا پتہ نہیں دیا۔ آپ کے شعر نہیں لکھے۔ اگر کسی نے آپ کا جواب حاصل کرنے کے لیے آپ کو خط لکھ دیا تو پھر میں برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔

آپ کی

عفّت

۹-۱-۱۶

میرے پیارے ترین خالد بھائی!

آپ تو آپ کو ذہین و فطین غیر معمولی قابل، حد درجہ عالم فاضل جینئس اور دنیا بھر کے بڑے بڑے تعریفی الفاظ کہنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ دنیا کا کوئی لفظ ایسا نہیں ہے۔ جو آپ کی سچ مچ کی صحیح صحیح تعریف بیان کر سکے۔ آپ کو میں نے اکثر آسمان کا سا بلند، سمندر کی طرح عمیق اور کائنات کا سا وسیع کہا ہے۔ اب یہ کہنا بھی ہیچ لگتا ہے۔ یہ سب چیزیں آپ کے سامنے معمولی لگتی ہیں۔ کیونکہ آسمان کا کوئی کنارہ تو ہوگا۔ سمندر کی کچھ تہ بھی ہوگی۔ کائنات بھی کہیں نہ کہیں آخر ختم ہوگی۔ مگر آپ کی علمیت، قابلیت، اور جینیئس کا کوئی کنارہ، کوئی تہ کوئی حد ہی نہیں ہے۔ میں تو اب حیران ہوں کہ کن الفاظ میں دل کی بات بیان کروں۔ آپ تو ہمیشہ چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، نماز پڑھتے ہر وقت میرے ذہن میں رہتے ہیں۔ کسی کو یقین آئے کہ نہ آئے مگر آپ یقین کیجئے کہ ہر وقت آپ کے تصور کے ساتھ قرآن کی آیتیں، نعت کے شعر اور مکہ مدینہ میری نظروں میں پھرنے لگتے ہیں۔ اس قدر معطر و معنبر آپ کا تصور ہوتا ہے کہ مجھے خیال آتا ہے اللہ میاں نے آپ کو بھی قرآن کی طرح کوئی آیت یا نعت کا کوئی شعر بنایا ہوتا۔ آپ ایسے ہیں۔ نیک دل۔ محبت کرنے والے۔ خلوص مجسم، درد مند، دلدہی کرنے، اشک شوئی کرنے والے۔ بلند اخلاق، آپ اتنے عالم فاضل نہ بھی ہوتے۔ تو آپ اپنی دوسری خوبیوں کی وجہ سے اتنے پیارے، اتنے حسین اس قدر من موہنے ہیں۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ یا خدا اگر مجھے جادو آتا ہوتا تو میں آپ کو سانپ بناتی اور سینے میں چھپا لیتی۔ لوگوں نے میری محبت کا مذاق اڑایا ہے۔ عفّت نے خالد صاحب کو معبود و مسجود کا درجہ دے دیا ہے۔ عورت کی نیچر میں سپردگی ہے۔ اور جانے کیا بکواس سنی۔ ان سطحی کم دماغوں کو نہیں معلوم کہ محبت کی کئی قسمیں، کئی درجے ہوتے ہیں اور کوئی درجہ بڑھ کے مجاز سے حقیقت تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ کسی بھی دوسرے ناقص احساس سے ملوث نہیں ہوتا۔ پاک و طاہر بے لوث و منزّہ ہوتا ہے۔ اور اسے بس وہی سمجھ سکتا ہے جو محبت کرتا ہے جس سے کر رہا ہے۔ دوسرے اس درجے تک نہیں پہنچ سکتے ہیں نہ اس حقیقت سے واقف ہو سکتے ہیں۔ آخر انا الحق بھی تو محبت کی فراوانی ہے۔ ورنہ خدا تو شہ رگ میں رہتا ہے پھر اس طرح چیخ اٹھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اب میں اپنے محسوسات کو سب کے سامنے واضح کروں بھی کس طرح؟ میرا اوّل و آخر مرکز محبت، میرے سارے جذبوں سے بخوبی واقف ہے۔ میں اس میں خوش ہوں۔ اور مجھے کچھ بھی نہیں چاہیئے۔

آپ کی

عفّت

۹ - ۱ - ۸۶

بے انتہا پیارے خالد بھائی! آپ سالہا سال سلامت رہیں

آپ کا خط ملا۔ تو اس بات کا یقین ہو گیا کہ آگ لینے کوئی جائے کہ نہ جائے مگر قسمت میں ہو تو پیغمبری مل جاتی ہے۔ سچ مانیے آپ کا خط آتا ہے تو میرے حق میں مسیحائی کرتا ہے۔ سارے اداس خیالات دماغ پر رکھے ہوئے سارے بوجھ ایک بے پناہ خوشی میں بدل جاتے ہیں۔ اور آپ کے لیے دل کی گہرائیوں سے دُعائیں نکلتی ہیں۔

حریم کا مضمون تو بالکل مختصر اور نامکمل سا ہے۔ فہیم نے پہلے ہی اختصار کی شرط لگا دی تھی۔ بھلا ننھے سے کوزے میں سمندر سمٹتا؟ اور پھر اس میں بھی انہوں نے ایڈیٹرانہ ترمیم سے کام لیا ہے۔ . . . مضمون میں وہی سب کچھ ہے جو حقیقت ہے۔ اسمائے تفضیل یونہی نہیں آئے۔ یہی احساس تو مجھے شروع سے ہے کہ آپ کو خود بھی اپنی رفعت اور گہرائی کا حال معلوم نہیں ہے اور نہ میرے پاس نہ کسی اور کے پاس کسی زبان کے وہ الفاظ ہیں جن سے آپ کی غیر معمولی حسین شخصیت اور اس سے بھی زیادہ تحیر انگیز صفات کا احاطہ کیا جا سکے۔ میں تو آپ کو اس دنیا کا انسان ہی نہیں سمجھتی۔ ~~آپ اسمائے [illegible] کسی اقبالی دنیا کے [illegible] ہیں۔ جسے اللہ میاں نے [illegible] پر [illegible] ہے۔~~ ~~آپ [illegible] علم و فضل کی [illegible] میں [illegible] بے پناہی کے سوا ساری باتیں [illegible] ہیں۔~~ میں نے اب تک خالد نمبر کے ڈھائی تین ہزار صفحات پڑھ ڈالے۔ اور بھولے سے بھی آپ کی کسی خرابی، عیب یا نقص کا حال نہیں پڑھا۔ مثلاً کوئی بھی لکھنے والا تذکرۃً تو لکھتا۔

خالد صاحب میں بھی تین چار برائیاں ہیں۔ غصہ بے حد کرتے ہیں۔ کسی کی دل شکنی میں بند نہیں۔ غیبت اور عیب جوئی بھی ان کی عادت ہے۔ تھوڑا سا غرور اور تکبر بھی ہے۔ انکساری اور خوش اخلاقی کا کہیں پتہ نہیں۔ لیکن میں نے آج تک کسی کے مضمون میں یہ نہیں پڑھا۔ سب نے آپ کو علم و فن کا بحرِ بیکراں، غیر معمولی ذہین، نابغہ اور اپنی مثال آپ تو لکھا ہی ہے۔ یہ بھی قریب قریب سب ہی نے لکھا ہے کہ آپ ~~[illegible]~~ انسانِ اعظم، انسانیت کی تصویر، خلقِ مجسم، پیکرِ اخلاص، دردمند، نیک دل، منکسر المزاج ہیں۔ غرور و تکبر، غصہ گری اور سارے ہی انسانی عیوب و نقائص سے یکسر پاک ہیں۔ پھر بھلا بتایئے اگر میں اپنی ذہنی استعداد کے مطابق اسمائے تفضیل استعمال کرتی ہوں تو بے جا کیا ہے؟ میرا تو خیال ہے کہ نٹشے کا فوق البشر اور اقبال کا مردِ مومن تو صرف ان لوگوں کی ایک حسرت یا آرزو ہی تھی۔ ان لوگوں نے سوچا تھا کہ کاش کوئی ایسا ہوتا۔ اگر وہ دونوں آج ہوتے اور دیکھتے کہ فوق البشر اور مردِ مومن کچھ چیز نہیں ہے۔ اللہ میاں نے اپنی صناعی کا کمال۔ اپنا خلاقی کرشمہ عبدالعزیز خالد کی صورت و سیرت میں دکھا دیا ہے۔ تو یک قلم بھول جاتے اپنے فوق البشر کو بھی مردِ مومن کو بھی۔ اور چیخ اُٹھتے کہ خالد کی تخلیق کے بعد خالقِ عالم نے وہ سانچہ توڑ دیا۔ اب قیامت تک خالد

کی مثال، خالد کا ثانی، اور خالد کا جواب پیدا نہیں ہو سکتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایک ادنیٰ ثناگرِ خالد

عفّت

۱۳-۱-۸۶

اللہ خالد بھائی! آپ مجھے کچھ بھی کہہ لیجئے۔ مگر میں کسی کو بھی آپ کا پتہ نہیں دے سکتی۔ بالکل نہیں۔ کبھی نہیں۔ یہ سوچ سوچ کر میرے خون کا تیل ہو جائے گا کہ نجانے اُنہوں نے آپ کو کیا لکھا ہے۔ اگر اتفاق سے آپ نے کسی کو جواب بھی دے دیا۔ تو پھر غم کے مارے میں بیمار ہو جاؤں گی۔ آپ صرف میرے ہیں۔ میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی آپ کو کسی کو دینا نہیں چاہتی۔ آپ کہیں گے کہ آخر تم مجھ سے کتنی محبت کرتی ہو۔ تو خالد بھائی! کیا آپ کا دل وہ ترازو نہیں جو میری محبت کو تول سکے۔

ایک اَدنیٰ ثناگرِ خالد
عفّت

۱۶-۱-۸۶

میرے مہر و محبت کا پیغمبر۔ آپ پر ہزاروں سلام ہوں!

کچھ دیر قبل یہاں کے برفانی، بارش برساتے، سرد و کہر آلود موسم میں۔ مَیں اتنی پریشان اور افسردہ سی بیٹھی تھی۔

کہ آپ کا خط مل گیا۔ اور اداسی کا سارا کُہر بھاپ بن کر اُڑ گیا۔ آپ سچ مچ نیکی، محبت اور ہمدردی کے پیغمبر ہیں۔ بلکہ آپ کی پیاری ترین شخصیت کے سامنے اب یہ پیغمبر کا لفظ بھی ہلکا ہو گیا ہے۔ آپ نے جس انداز کا خط لکھا ہے۔ وہ ایک بار مُردے کو بھی جِلانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اب تو میں نئے الفاظ میں آپ کی تعریف کرنے سے ہار گئی ہوں۔ آپ کا لطف و کرم اتنا بے پایاں ہے۔ آپ کی محبت اتنی گہری اور پائدار ہے۔ کہ اب اس کا اعتراف کر کے اپنی خوشی کا اظہار بھی مجھ سے ممکن نہیں رہا۔ کیونکہ میرے پاس الفاظ ہی نہیں رہے۔

. . . . . . زیب النساء کا سالنامہ ابھی نہیں ملا۔ خالد بھائی میری تو سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ میں کس انداز میں کہاں کہاں آپ کو اور آپ کے کلام کو سراہوں۔ ایک افسانہ میں نے آپ کے اشعار پر مبنی لکھا تھا۔ لیکن وہ ذرا مناسب نہ لگا۔ آپ کی شخصیت ایسی افسانہ بننے سے بہت بلند ہے۔ مجھے گوارا نہ ہوتا کہ اگر آپ کو کوئی بات بھی بُری لگتی۔ ابھی لوگوں کے ذہن اتنے مجلّٰی اور پاک نہیں ہوئے کہ وہ کسی بھی ربط کو بے لوث اور طاہر سمجھ سکیں۔ ہر بات کو فرائیڈ کے نقطۂ نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ محبت اور چیز ہے۔ اس کی بھی قسمیں ہیں۔ میں تو اس ہستی بلند و برتر کو درمیان میں رکھ کے کہتی ہوں کہ مجھے آپ سے بے حد محبت ہے۔ آپ کی صورت و سیرت دونوں سے۔ آپ ایسی نادرۂ روزگار شخصیت ہیں کہ خود بخود آپ سے محبت ہو جاتی ہے۔ اس کا اظہار بھی ضروری ہے۔ آپ نے ایک جگہ کہا ہے نا

اظہار کے بغیر محبت کا کیا مزہ۔

یہی عقیدہ میرا بھی ہے
اظہار محبت سے فزوں تر ہو محبت

آپ کی
عفت

۴-۲-۸۶

خالد بھائی! پروردگارِ عالم آپ کو سالہا سال، برسہا برس اور ابدالآباد تک سلامت رکھے۔

آپ کے خط ہی مجھے ملتے ہیں تو سچ مانیے کہ دل کو اتنی تسکین ہوتی ہے اور تنہائی بالکل تنہائی نہیں لگتی۔ آپ کے خط کے سارے الفاظ ہمارے ساتھی بن کر مجھ سے باتیں کرنے لگتے ہیں۔ بہت سی باتیں جو دیر تک ختم نہیں ہوتیں۔ اب آج اچانک آپ کی تصویر ملی تو ایسا لگا کہ آپ خود

ہی آگئے ہیں۔ جیسے کہ کسی نے کال بل بجائی ہے۔ میں نے دروازہ کھولا ہے اور سامنے آپ کھڑے ہیں۔ یہ میرا خواب اگر کبھی حقیقت بن جائے تو خوشی کے مارے نجانے میرا کیا حال ہو گا۔ مثنوی کے چرواہے کو اگر اس کا خدا مل جاتا تو کیا ہوتا۔ وہی مجھے بھی ہو جاتا۔

مجھے اگر آپ مل جاتے !

خالد بھائی ! آج ایک بہت ضروری اور اہم بات میں آپ سے پوچھ رہی ہوں۔ جو کتنے دنوں سے مجھے پھانس کی طرح کھٹک رہی ہے میری دل شکنی اور کوفت کا خیال کیے بغیر بتا دیجئے کہ یہ جو آپ کی اتنی بڑی پوزیشن، اتنی بلند و برتر شخصیت اور بے پناہ مصروفیات کا احساس کیے بغیر میں آپ کو لمبے لمبے خط لکھ دیتی ہوں۔ تو آپ بور تو نہیں ہو جاتے۔ آپ یہ تو نہیں سوچتے کہ کیسی عجیب بلا پیچھے پڑی ہے ۔۔۔ آپ یقین کیجئے۔ خدا گواہ ہے کہ کبھی تو میرے کپکپی سی چھوٹ جاتی ہے کہ آپ اتنے بڑے آدمی ہیں۔ ایسے بے مثال شاعر ہیں آپ کی شخصیت لاثانی ہے۔ آپ کا رتبہ کتنا بلند ہے اور میں جو صفر ہوں۔ میری کوئی ہستی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ تو یہ میرے طول طویل خط لکھنا آپ کی خدمت میں بے ادبی اور گستاخی تو نہیں ہے۔ مجھے ہمیشہ محسوس ہوتا ہے کہ میں اپنے ہر خط میں بے حد حماقت انگیز باتیں لکھتی ہوں کیونکہ مجھے عمدہ الفاظ سمجھ ہی میں نہیں آتے، اور آپ کو خاص کر لکھتے ہوئے تو اور بھی گڑبڑا جاتی ہوں یہ میری خوش نصیبی اور آپ کی محبت ہے۔ جو آپ نے مجھے اتنی توجہ اور التفات دیا ہے۔ مگر آپ کو میری جان کی قسم بتائیے۔ آپ میرے بے تکے خطوں سے بیزار تو نہیں ہوتے ؟ میں آپ کو کسی طرح نہیں بتا سکتی کہ میں آپ کو کیا سمجھتی ہوں۔ مجھے آپ سے بے حد محبت ہے

میرے بس میں ہے فقط تجھ سے محبت کرنا

مگر میں کس پیرائے میں محبت کروں، میری سمجھ میں یہ بھی نہیں آتا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہر روز آپ کو ایک خط لکھ دوں۔ یہ بھی دل چاہتا ہے کہ خدا ایسا کرتا کہ مجھے ہر روز آپ کا خط ملتا۔ آپ سچ مانیے کہ میری زندگی کا کوئی لمحہ آپ کی یاد سے خالی نہیں ہے۔ ہم لوگ اتنی اتنی دیر تک صرف آپ کی باتیں کرتے ہیں۔ اور آپ کے سارے خط نہایت مجلد انداز میں میں نے سال بہ سال کتاب کے انداز میں سی کر رکھے ہیں۔ آپ کے تمام لفافے، باریک سے باریک پرزہ کاغذ تک میں نے سنبھال کر رکھا ہے۔ پارسل کے کپڑے تک الگ الگ رکھ لیے ہیں۔ لاکھ کی مہر کی ایک ناخن برابر کرچ تک میرے پاس محفوظ ہے۔ کتابوں کے سارے ریپر تہ بہ تہ ایک خانے میں جما لیے ہیں۔ آپ کی کتابوں کا خانہ الماری میں الگ ہے ۔۔۔۔۔۔ آپ کی تصویروں کا خوب صورت سا چھوٹا البم بھی الگ ہے۔ دوسری کچرہ پٹی تصویروں کے ساتھ ہم نے آپ کی تصویریں نہیں لگائی ہیں۔

۔۔۔۔۔۔ اور یہ سارے کا سارا سرمایہ میرا اتنا قیمتی ہے۔ کہ کسی کو بھی للچانے کے لیے دور سے دکھاتی ہوں۔ ہاتھ تک لگانے نہیں دیتی۔

خالد بھائی ! میں ایک راز کی بات آپ سے کہوں آپ کسی سے نہ کہیے۔ یہ صرف آپ کی میری بات ہے۔ وہ بس یہ ہے کہ اگر آپ اتنے عالم فاضل، اتنے جینئس، ایسے حیرت انگیز ذہن کے مالک نہ بھی ہوتے تب بھی میں صرف آپ کے حسن و خوبصورتی سے اتنی ہی محبت کرتی۔ آپ کی نیک دلی۔ آپ کے بے پناہ گہرے خلوص۔ آپ کی پیغمبرانہ سیرت سے محبت کرتی۔ آپ مجھے اتنے اچھے لگتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے میں خوب روؤں۔ خوب روؤں۔ اس میں رونے کی کیا بات ہے مگر میرا دل ایسا ہی چاہتا ہے۔ اب یہ میں لکھ رہی ہوں۔ تو میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے ہیں مجھے سطریں نظر نہیں آ رہیں۔ آپ کی طرح مجھ سے کسی

ے محبت نہیں کی۔

ہمیشہ آپ کی

عفت

---

۷ - ۳ - ۸۶

میرے بے حد اچھے پیارے خالد بھائی!

اب کی حریم میں میں نے "فارقلیط کا شاعر" بھیجا ہے۔ چھپے گا تو آپ کو ضرور بھیجوں گی۔ یہ مدیر صاحبان مضمون میں اختصار کی شرط نجانے کیوں لگا دیتے ہیں۔ بہت سی باتیں دل کی دل ہی میں رہ جاتی ہیں۔ ورنہ آپ پر کوئی مضمون لکھتے ہوئے اختصار تو مجھ سے ممکن ہی نہیں ہوتا۔ جتنا بھی لکھتی جاؤں کم لگتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں ایک مضمون خوب تفصیلی لکھ لوں اور جو کچھ میرے دل میں آتا ہے بس میں سب لکھ دوں۔ مگر اتنا طویل مضمون چھاپے گا کون پرچہ؟ پھر بھی وہ چھوٹی چھوٹی کہانیاں میں نے اپنی ڈائری میں لکھی ہیں۔ ان سے بھی میں مطمئن نہیں۔ پتہ نہیں کہ میرے ساتھ جہالت اور کم علمی کی کیا شامت ہے کہ میں اپنے خیالات کو الفاظ کی زبان دینے سے قاصر رہتی ہوں۔ آپ میری زندگی ہیں۔ میرے جینے کا بہانہ ہیں۔ میری خوشی ہیں۔ میرے سارے محسوسات آپ سے وابستہ ہیں۔ آپ میرے پہلے اور آخری آدرش ہیں۔ آپ میرے دل میں، میری رگ رگ میں میری سانسوں میں۔ میرے دل کی دھڑکنوں میں بسے ہوئے ہیں۔ مگر ان سب جذبوں کو میں کس طرح کون سے پیرائے میں لکھوں۔ یہی میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اب جیسے الفاظ کے ساتوں سمندر آپ کے ذہن میں موجزن ہیں۔ ان کا چلو بھر حصہ مجھے ملا ہوتا تو میں جانے کیا کیا لکھتی۔ اب میرے دماغ میں اتنا بہت سا کچھ کچھ آتا ہے۔ لکھ نہیں سکتی۔ یہ کیسی مجبوری میرے ساتھ ہے۔ یہ بھی میرا جی چاہتا ہے کہ میں ایک خوب صورت افسانہ لکھوں۔ جس میں آپ کے بے گنتی شعر جگہ جگہ جواہرات کی طرح جڑ دوں۔ پھر مجھے ڈر لگتا ہے بات کا بتنگڑ نہ بن جائے۔

آپ کی

عفت

میرے اور صرف میرے خالد بھائی!

ابھی کچھ دیر پہلے آپ کا خوب صورت ترین خط ملا۔ اتنی دفعہ میں نے اسے پڑھا ہے کہ وہ مجھے حفظ ہو گیا ہے۔ اب یہ خط لکھ کے پھر پڑھوں گی۔ خالد بھائی آخر آپ کا دل کتنا بڑا ہے۔ اس حسین سے بھی حسین دل میں کتنی محبت ہے۔ کتنی ہلکاں ہیں۔ کتنا خلوص ہے۔ کوئی بھی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ مجھے تو بس یہ اطمینان ہے کہ چاہے ساری دنیا مجھے فراموش کر دے۔ مگر آپ کے دل سے میں نہ نکلوں اور آپ کی یاد و محبت میری زندگی بنی رہے گی۔

آپ کہیں گے کہ اس نے پھر لن ترانی چھیڑ دی۔ مگر اللہ کے وہ حبیب میرے گواہ ہیں۔ جن سے آپ کو بھی اتنی گہری محبت ہے کہ میں آپ سے اتنی مرعوب و متاثر ہوں کہ آج تک کسی سے بھی نہ ہو سکی تھی۔ سب لوگ مجھے دماغ دار۔ اکل کھری اور جانے کیا کیا کہتے تھے۔ اب بھی کہتے ہیں۔ بات یہ تھی کہ مجھے آپ کی سی شخصیت رکھنے والا کوئی نظر ہی نہ آیا تھا۔ مگر اب جو آپ ایک تحیر خیز شخصیت کے مالک ہیں۔ اتنے حسین و خوب صورت، ایسے عالم فاضل، قابل، جینیئس، نیک دل، اور بہت سے دوسرے اوصاف سے بھی سجے سنورے، سادگی، محبت و خلوص، وفا شعاری، رواداری کے منفرد پیکر ملے ہیں۔ تو اب میری نظروں میں آپ کے سوا کوئی سماتا ہی نہیں۔ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ جو میری پہلی زندگی تھی وہ بے کار گزر گئی۔ اصلی زندگی تو یہ ہے جو آپ کے سے وابستگی میں گزر رہی ہے۔ میں اپنے آپ کو خوش نصیب ہستی سمجھنے لگی ہوں۔ اس لیے کہ مجھے آپ کی توجہ، خلوص، محبت اور التفات حاصل ہے۔ آپ آفتاب محبت ہیں۔ جس کی کرنوں نے مجھے جگمگا رکھا ہے۔ میرے دل کی گہرائیوں سے آپ کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔ پروردگار عالم آپ کو صحت و زندگی دے۔ آپ کو خوب خوب طویل عمر عطا فرمائے۔ آپ اور بھی بہت کچھ لکھیں۔ آپ کا نام ساری دنیا میں ہو جائے۔ ہر انسان کے دل میں آپ کی محبت بھر جائے۔ اور آخیر میں یہ۔ آپ اپنی ادنیٰ ترین کنیز پر سدا مہربان رہیں۔

آج کل آپ کی کتابیں پھر سے دوہرا رہی ہوں۔ بالکل نئی لگ رہی ہیں۔ ورق ناخواندہ کل ہی ختم کی ہے۔ کیا کتاب ہے کہ اگر کوئی ناخواندہ ایک ورق بھی پڑھے تو خواندہ ہو جائے۔ کیسا بارعب باوقار لب و لہجہ ہے۔ اسی کی مناسبت سے الفاظ ہیں۔ کردار کی حیثیت سے گفتگو ہے۔ میں تو سچ مچ اب اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ آپ کے قلم میں کوئی غیبی طاقت پوشیدہ ہے۔ جیسے آپ کے پاس آسمان سے جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں۔ اور آپ انھیں لکھا کلام لکھ کر دیتے ہیں۔ اس انداز میں لکھنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ میں نے اب تک تھوڑے بہت فارسی شاعروں کا اور غالب و اقبال کا کلام پڑھا ہے کسی میں یہ وقار، یہ عظمت، یہ شان اور یہ رُعب نہیں ہے۔ حالانکہ یہ شاعر خدا کے فضل سے بڑے کہلاتے ہیں اور یہ آج کل کے جوش، جگر، مجاز۔ یہ وہ واہیات۔ تو مجھے نرے خس و خاشاک لگتے ہیں میں اس سارے گھورے کچرے کو مانتی ہی نہیں۔

آپ کی

عفت

١٠ - ٤ - ٨٦

پیارے ترین میرے خالد بھائی!

پروردگارِ عالم آپ کو اتنی خوشیاں دے کہ آپ سے سنبھالی نہ جائیں۔ پانچ چھ دن پہلے کے آپ کے خط میں لکھا تھا کہ فارقلیط ہفتے عشرے میں آئے گی۔ میں چپ مُرا کر بیٹھ گئی تھی کہ نجانے یہ ہفتہ عشرہ کتنی صدیوں میں گزرے گا۔ مگر کل دوپہر کو اچانک کتاب مل گئی۔ یا خدایا۔ مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ سچ مانیے کہ ظہر کے وقت رجسٹری ملی۔ اور پھر عشاء تک میری ساری نمازیں ہضم ہو گئیں۔ اللہ میاں سے معافی مانگ کے میں فارقلیط پڑھتی رہی۔ میرا ایمان تو یہ ہے کہ اللہ میاں اپنی عبادت سے بڑھ کر اپنے نبیؐ کی عبادت سے خوش ہوتے ہوں گے ـــ آپ نے یہ کتاب لکھ کر رسولؐ اللہ کے دل میں اپنی جگہ تو بنا ہی لی ہے۔ مجھے "عاشق فارقلیط" کہہ کر ثواب اور جنت کا حقدار بنا دیا۔ اب میرے دماغ میں یہ الفاظ نغمہ کی طرح بج رہے ہیں۔ مگر میں حیران ہوں کہ اتنی ضخیم و عظیم نعت آپ لکھ کیسے سکے؟ بحر بھی آپ نے مترنم رکھی ہے۔ سارے شعروں کی دھن اتنی مسحور کن ہے کہ آپی آپ میں جھومنے لگتی ہوں۔ آپ یقین کیجیے کہ فارقلیط کے ان گنت اشعار مجھے پہلے ہی یاد تھے۔ ترتیب سے نہیں۔ بہت سے جو یاد نہیں تھے وہ اب ذہن میں جم گئے۔ رات کو دو تین بار آنکھ کھلی تو بھی شعر میرے دماغ کی وسعتوں میں باجے بجا رہے تھے۔ فارقلیط مجھے حد سے بے حد پسند تھی۔ اس میں آپ نے اشعار اور بڑھا دیئے ہیں۔ پہلے تیرہ سو چوراسی تھے۔ اب پندرہ سو بیس ہیں! لیکن مجھے یہ اندازہ نہیں ہو رہا ہے کہ کون سے اشعار نئے ہیں!۔ یہ اتنے بہت سے اشعار آپ نے پھر کیسے شامل کر دیئے ہیں سمجھ نہیں سکتی۔ آپ کی علمیت و شخصیت کی بلندی، صفات کی خوبیوں اور نیکیوں کا (اپنی ذہنی استعداد کے مطابق) اندازہ کرنے سے مجھے ایسا لگتا ہے کہ اللہ میاں [illegible] کی [illegible]۔ آپ [illegible] آپ ان سے بھی بڑھ [illegible] ہیں۔ آپ کے علم و فضل کا احاطہ کم سے کم میں اور زیادہ سے زیادہ دنیا کا کوئی بھی عالم نہیں کر سکتا۔ اگر ساری دنیا کے بڑے بڑے عالم فاضل (؟) ایک طرف ہوں اور دوسری طرف اکیلے آپ ہوں۔ تب بھی آپ ان سب پر بھاری ہوں گے۔ جیسے حضرت یوسف کو اتنا بہت سارا حسن ملا اور کچھ کچھ دوسروں کو نصیب ہوا۔ ویسے خدا نے بے حساب علم و فضل آپ کو دے دیا اور جو تھوڑا سا بچ رہا تھا وہ دوسروں کو دے ڈالا۔ ایسا انسان جو بے شمار نیکیوں کا پیکر۔ ان گنت خوبیوں کا مجسمہ اور حسن و جمال میں یکتا ہو۔ مجھے تو آپ کے سوا کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ قسم لے لیجیے مجھ سے کہ اب وہ پرانے شاعر جو میرے دورِ جہالت و غفلت میں مجھے اچھے لگتے تھے اب نظروں سے گر گئے۔ دل و دماغ سے نکل گئے۔ اب آپ ہی آپ ہیں میرے دل میں۔ میرے ذہن میں۔ میری رگ رگ میں۔ اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جتنا میں سوچ رہی ہوں وہ سب کیسے لکھوں۔ آپ کو یقین آئے کہ آپ یہ سوچیں۔ میں مبالغہ کر رہی ہوں۔ لیکن یہ سچ ہے کہ کوئی سا لمحہ آپ کی یاد اور تصور سے خالی نہیں رہتا۔ اگر میں کہیں جاتی بھی ہوں۔ اگر کچھ پڑھتی ہوتی ہوں۔ یہاں کسی سے کچھ اِدھر اُدھر کی بکواس ہوتی ہے۔ یا میں سوتے سے جاگ جاتی ہوں۔ تب بھی ایک ٹھنڈی مسکراتی ہوئی روشنی کی طرح آپ کی یاد میرے دل میں اتر آتی ہے۔ نور کی ایک کرن کی طرح آپ کا چہرہ میری نظر کے سامنے آ جاتا ہے۔ اگر کوئی مجھ سے حلف لے کر پوچھے کہ تمہیں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے خدا سے، اپنے بچے سے،

یا خالد صاحب سے تو میں فوراً کہہ دوں۔ خدا کی پرستش جیسے اُس کی ساری مخلوق کرتی ہے میں بھی کر لیتی ہوں۔ اپنے بچّے کی چونکہ ماں ہوں اس کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن "محبت" جس جذبے کو کہتے ہیں وہ صرف اور صرف میرے اپنے خالد صاحب ہی کے لیے ہے۔ خالص۔ بے لوث۔ بے غرض۔ بے نفس، اچھوتی محبت۔ جسے محبت بھی نہیں کہہ سکتی۔ وہ کون سا جذبہ ہے جو مجھے خالد صاحب کے لیے جان دے دینے پر اُبھارتا ہے۔ میں خود بھی اسے سمجھنے سے قاصر ہوں۔ محبت کرنے والے یوں اظہار نہیں کرتے۔ چپ چاپ محبت کیے جاتے ہیں۔ لیکن میں کیا کروں۔ میرا ظرف چھوٹا ہے۔ اتنے بے انتہا بہت سارے جذبوں کو میں برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لیے کہہ دیتی ہوں۔ اور پہلے یہ بھی یقین ہوتا ہے جس سے کہتی ہوں۔ اسے میرے جذبوں کو سچ ماننے میں کوئی شک نہیں کرتا۔

ہمیشہ آپ کی
عفت

---

۱۶ - ۴ - ۹

میرے بے حد پیارے خوب صورت عظیم ترین خالد بھائی!

دیکھیے اتنے خط لکھ چکی ہوں اور اب بھی جی نہیں بھرا۔ آپ کو پریشان کرنے پھر آ پہنچی ہوں۔ بات یہ ہے جو سینے میں ضبط نہیں ہو رہی۔ پرسوں جاگنے کی رات تھی نانو یہاں صبیحہ کے پاس "اجتماع" ہوا۔ حدیثیں سنائی گئیں۔ شبِ معراج کی فضیلت بیان کی گئی۔ تب میں نے بہت سی خواتین کے سامنے فارقلیط کا تذکرہ کیا۔ آپ کا تعارف کرایا۔ کتنی پڑھی لکھی خواتین تھیں۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ خالد صاحب کا کلام ہم نے حنا میں پڑھا ہے۔ کسی نے کہا کہ ہم نے قرآن شریف کا ترجمہ ماہ رُخ میں دیکھا تھا۔ مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ کسی نے یہ نہیں کہا کہ خالد صاحب کون ہیں۔ پھر میں نے ان سب کو فارقلیط سنائی دی کسی کو بھی نہیں۔ سب نے نہایت عقیدت سے اشعار سُنے اور بے حد بے حد تعریف کی۔ ایک بڑی ثقہ سی خاتون سلمیٰ باجی ہیں۔ انھوں نے یہ شعر پچاسوں بار پڑھا۔ اور جھومتی رہیں۔

چلے تو تو خوشبو چلے آگے آگے
بدستِ صبا مجمرِ غالیہ ہے

کسی کے لباس کی خوشبو اس کے کہیں پہنچنے سے پہلے ہوا کے ذریعہ آگے آگے پہنچ جاتی ہے۔ یہاں "بدستِ صبا" کہہ کر خالد صاحب نے بات کو حقیقت کی نامعلوم بلندیوں تک پہنچا دیا ہے۔ میں نے ۲۰ اشعار سنائے اور ساری خواتین نے ایسی عز

تی کی کہ وہ ساری تعریف مجھے اپنی ہی لگی۔ ایک محترمہ تھیں۔ فوزیہ۔ انہوں نے مستعار کتاب مانگی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ
تھوڑے تھوڑے کر کے اشعار لکھ لیجئے کتاب بن جائے گی مگر یہ کتاب دینے کو نہیں ہے۔ تقریباً ایک یا ساڑھے بارہ بجے
ت تک ہم سب آپ ہی کی شخصیت اور فن پر باتیں کرتے رہے۔ اور سچ مانیے۔ سچ مانیے خوشی ہوتی رہی کہ مجھے ایسا لگا
پ بھی یہیں کہیں بیٹھے ہیں۔ آپ کی باتیں کرنے سے میرا دل سیر نہیں ہوتا۔ اب آپ پھر کہیں گے کہ عفت تم مبالغہ بہت کرتی ہو۔
یں مبالغہ نہیں کرتی بالکل سچ کہہ رہی ہوں کہ میں رات بھر جاگی تھی ناقص اللہ کی عبادت میں نے کم کی۔ بلکہ کیا کی۔ پتہ نہیں۔ میرے ذہن
یں بس فارقلیط کے شعر باجہ بجاتے رہے۔ آپ نے کیا کتاب لکھ دی ہے۔ کون سی مترنم بحر استعمال کی ہے۔ مجھ سے تو صحیح طرح سے
عریف ہی نہیں ہو سکتی؟ میں جتنی بار پڑھ رہی ہوں۔ مجھے اشعار نئے اور حسین سے بھی حسین لگ رہے ہیں۔

آپ کی بے انتہا پرستار

عفت

---

۲۹ - ۴-۱۱

ازل سے ابد تک کے لیے صرف اور صرف میرے پیارے ترین خالد بھائی!

آج آپ کے دو خط ایک ساتھ ملے۔ سچ مانیے آپ کا خط پا کر مجھے اتنی خوشی ہوتی ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا آپ کو کس
زبان سے کون سے الفاظ میں دعا دوں۔ مجھ جیسی جاہل کم علم کو آپ ایسے ہیش بہا خط لکھتے ہیں تو مجھے بے حد فخر و تکبر کا احساس
ہونے لگتا ہے۔ میں سوچتی ہوں آپ کہاں اور میں کہاں۔ مجھ سے قسم لے لیجئے کہ میں آپ کو اس دنیائے آب و گل کا انسان
نہیں سمجھتی۔ آپ کوئی خاص سماوی تخلیق ہیں۔ [redacted]
[redacted] پھر جیسے کسی خاص چیز میں زعفران یا کیوڑہ ڈال کر اسے خوشبودار کر دیتے
ہیں۔ اسی طرح آپ کے دل میں حضورؐ کی محبت کی خوشبو ڈال کے آپ کی صورت و سیرت اور شخصیت کو مہکا دیا۔ انسان کو اللہ
میاں نے مرکب من الخطاء والنسیان کہا ہے۔ ظلوماً جہولاً

بھی کہا ہے۔ آپ میں یہ بات ہی نہیں ہے نہ خطا ہے نہ بھول ہے نہ ظلوماً
جہولاً کا فقرہ آپ پر چسپاں ہو سکتا ہے تو پھر میری سمجھ میں یہی آتا ہے کہ آپ اللہ میاں کی کوئی ایسی خاص تخلیق ہیں۔ جس کا نام اسی کو
معلوم ہے۔ آپ بھی اس سے لاعلم ہیں۔ ورنہ ایک انسان میں اتنی ساری بے گنتی خوبیاں جمع نہیں ہو سکتیں۔ مجھے اس لیے آپ اتنے
پیارے اتنے حسین اتنے من موہنے لگتے ہیں۔ نہ آپ میں تکبر ہے نہ غرور ہے۔ نہ اپنے بے پناہ علم و فضل پر فخر ہے۔ آپ ایک

ایسے درخت ہیں جس میں نیکیوں اور خوبیوں کے بے شمار پھل لگے ہیں اور وہ اپنے بوجھ سے جھک گیا ہے۔ وہ دوسروں کو سایہ و ثمر دونوں دے رہا ہے۔ میں آپ کی پوری طرح تعریف کر ہی نہیں سکتی۔ مجھے بھی بہت ساری زبانیں آتی ہوتی نا۔ تو پھر میں نو دنیا میں ایک تہلکہ ڈال دیتی۔ اب آپ سے وابستگی کا فخر مجھے محسوس ہوتا ہے تو میرے دل سے یہی نکلتا ہے کہ یا خدا تو مجھے کھانا کپڑا پیسہ کوڑی دے کہ نہ دے۔ مجھے لے جا کے کسی جھونپڑی میں بٹھال دے۔ مجھے ساری دنیا چھوڑ دے مگر آپ نہ چھوڑیں۔ آپ نہ بھلائیں تو پھر مجھے کسی چیز کی بھی پرواہ نہیں۔!

خدا کا شکر ہے کہ ایک ایک کر کے میری مرسلہ رجسٹریاں اور خط آپ کو مل گئے۔ ورنہ ان کی گمشدگی کا وہم کر کر کے مجھے اتنی کوفت ہو رہی تھی اور سمجھ سے باہر تھا کہ اپنے خط کیسے پہنچاؤں۔ ایک خط میں نے ۲۳ کو بھی لکھ دیا تھا۔ اب مل چکا ہوگا۔ عطر کی پھریری والا خط ملا کہ نہیں؟

یہاں ماحول چونکہ ذرا ادبی ہے۔ اس لیے میرا جی بھی تھوڑا بہت لگ جاتا ہے۔ دو چار دن میں ایک مرتبہ خواتین ضرور مل بیٹھتی ہیں۔ میں آپ کا تذکرہ ضرور نکال لیتی ہوں۔ پچھلے جمعہ کو کچھ ہی باتیں ہو رہی تھیں۔ ایک خاتون یہاں فوزیہ نامی ہیں۔ وہ میرے پاس سے روز تھوڑے تھوڑے اشعار فارقلیط کے لکھ لے جاتی ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب مکمل کر لی۔ سلمیٰ باجی کو بھی فارقلیط بے حد پسند ہے۔ انہوں نے آپ کے بارے میں کہا تھا کہ "خالد صاحب عہدِ رسالت کے غائبانہ شاعر ہیں"۔ مجھے آپ کا تذکرہ پسند ہے۔ یہ ارمان ہے کہ پاکستان کی طرح آپ یہاں بھی اتنے ہی مشہور ہو جائیں مگر مجھے یہ ایک آنکھ گوارا نہیں کہ کوئی مجھ سے بڑھ کر آپ کو چاہے

ایک محترمہ بڑی عقیدت سے جوش کی تعریف کر رہی تھیں۔ ان کے اس شعر کو رٹ رہی تھیں۔

ہم ایسے اہل نظر کو ثبوت حق کے لیے
اگر رسول نہ ہوتے تو صبح کافی تھی

میں نے ان سے پوچھا کہ کیا جوش صاحب سچ مچ حق کو مانتے تھے؟ نہیں مانتے تھے۔ تو پھر حق کی موجودگی کے لیے انہیں ثبوت کیوں چاہیئے تھا۔ اور بھلا دنیاوی صبح کی برابری وہ رسول سے کر رہے ہیں جن پر صبح ازل صبح ابد سب نثار ہے۔ جوش صاحب کون سی بڑی اہم منفرد ہستی تھے کہ حق نے ثبوت میں رسول کو پیدا کر دیا۔ بحث تو ذرا زوردار ہو گئی تھی۔ مگر میں نے ان محترمہ کی ہوا اتار دی۔ مجھے حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو جوش، فیض، حفیظ جالندھری، احمد فراز اور نجانے کن کن کا کلام پڑھ کر سر دھنتے ہیں۔ یہ سب مجھے بالکل کھوکھلے شاعر لگتے ہیں!۔

خالد بھائی! مجھے خدا اپنی آواز کا ٹیپ بھیجئے۔ آپ سب ملنے والوں سے باتیں کرتے ہیں۔ مجھ سے کیوں نہیں کرتے؟ ایک دفعہ فل ٹیپ بھیج دیجئے۔ میں عمر بھر سنا کروں گی۔ آپ کی آواز مجھ کو نہیں پہنچی۔ باقی سب تک پہنچتی ہے۔

آپ کی
عفت

۱۶ - ۵ - ۸۶

خالد بھائی!

اب تو سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ آپ کو القاب لکھوں تو کیا لکھوں -؟ یہ بھائی وائی کے رشتے انسانوں سے لگتے ہیں - جو برابر کا ہوتا ہے - آپ ایک آسمانی انسان ہیں - خدا کی خاص تخلیق - تعجب انگیز ہستی - میرے دل و دماغ کی اونچی سے اونچی اڑان سے بھی بہت بہت اونچے - ! بھائی لکھتی ہوں اور شرماتی ہوں - میرا آدرش، میرا آئیڈیل، میری زندگی کی مسرت، میرے جینے کا بہانہ، میرا بھائی نہیں ہو سکتا!۔ میرا مسجود البتہ ہو سکتا ہے - جس کی رفعت و عظمت کے آگے میرا دل ہمیشہ سجدے کیا کرے گا!۔

میری آنکھوں سے تم اگر دیکھو
تم کو معلوم ہو کہ کیا ہو تم
دل سے پوچھو تو دل یہ کہتا ہے
دل نشیں اور دل ربا ہو تم
مرے بکھرے ہوئے فسانوں کا
ایک رنگین سلسلہ ہو تم
میرے غزلوں کی میرے نغموں کی
جان ہو روح ہو صدا ہو تم
زندگی بھر کی آرزوؤں کا
ماحصل اور مدعا ہو تم

ہزاروں صفحات آپ کے بارے میں لکھے گئے - آپ کے رنگ، ہنسی، کھانے پینے، روزمرہ کے معمولات تک پر بڑے بڑے لکھنے والوں نے اتنا سب کچھ لکھا ہے - لیکن مطمئن کوئی بھی نہ ہوا - تبھی تو ہمیشہ کچھ نہ کچھ اور لکھنے کی گنجائش اور آرزو باقی رہتی ہے - اور میں اپنی جگہ یوں بل کھاتی ہوں کہ خدا یا مجھے اتنی سکت دیتا - مجھے اتنی زبانوں پر عبور حاصل ہوتا تو میں جانے کیا کیا لکھتی - اب تو مجھے صرف ایک ٹوٹی پھوٹی اردو ہی آتی ہے - اس میں خیالات پورے واضح نہیں ہوتے - بہت کچھ دل کی دل میں رہ جاتی ہے - پھر بعد میں احساس ہوتا ہے کہ فلاں بات تو میں نے لکھی ہی نہیں -

بے حد خوشی کی بات ہے کہ "تحریریں" پھر آپ پر نمبر مرتب کر رہا ہے - مگر سچ مچ کیا آپ کو میری ناچیز بے حقیقت تحریر دینے کے لیے میری اجازت کی بھی ضرورت ہے - ابھی تک میں آپ کے لیے اتنی ہی غیر ہوں؟ آپ مجھ سے میری مرضی نہ پوچھتے تو مجھے اور بھی زیادہ خوشی ہوتی - ڈائری میں سے جو چیز آپ کو اچھی لگے وہ ضرور ضرور "تحریریں" میں دے دیجئے -

آپ کی
عفت

---

۲۲ - ۴ - ۸۶

. . . . گیارہ اپریل کو صبیحہ اپنے ساتھ زبردستی دہلی لے گئیں . . . . . . دہلی میں رہنے تک بھی یہی خیال آ آرہا ہے کہ آپ کا خط آیا رکھا ہوگا ۔آپ کو یاد آپ کا تصور میری زندگی بن گیا ہے ۔ جب تک میں زندہ ہوں آپ کی یاد و محبت کے سہارے زندہ ہوں۔

آپ کی (ازل سے ابدتک)
عفت

---

۲۸ فروری سنہ ۸۶ء

پیارے ترین صرف میرے خالد بھائی!

. . . . اللہ خالد بھائی! یہ آپ نے کیا لکھ دیا ہے۔ کہ میں آپ کی تعریف و توصیف میں مبالغہ کرتی ہوں۔ یا پھر کچھ میرے سمجھنے میں غلطی ہوگئی ہے۔ آپ کو یہ بھی گمان ہے کہ میں خدانخواستہ آپ سے ناراض یا خفا ہو سکتی ہوں۔ انسان اپنے برابر کے انسان سے خفا ہوتا ہے۔ آپ پیمبر ہیں آپ کی ہر بات میرے لیے وحی کا درجہ رکھتی ہے۔ میرے تصورات میں صرف آپ بسے رہتے ہیں۔ میری دُعا ہے کہ آپ خوب سالہا سال برس ہا برس سلامت رہیں۔

اگر کوئی مجھ سے کہے تو میں اپنی زندگی آپ کے قدموں میں نچھاور کر دوں۔ آپ کو میں نے خوشخط لکھا۔ خوشخبر لکھا۔ اگر وہ اس پر [illegible] نہیں مانتا۔ آپ سب سے بڑا [illegible] بلند ہیں۔

آپ کی
عفت

۲۵-۲-۸۶

میرے پیارے خالد بھائی!

. . . . مگر ایک بے چاری میری سہیلی تھیں۔ علی گڑھ میں رہتی تھیں۔ زرینہ ثانی نام تھا۔ چھ سات سال پہلے ختم ہو گئیں۔ ان سے میری خط و کتابت خوب ہوتی تھی۔ اور موضوع بس دو ہی ہوتے تھے۔ ایک تو آپ دوسرے آپ کی شاعری۔ وہ بھی آپ کی خوب پرستار تھیں۔ میں انہیں لکھتی تھی۔ کہ میرا خالد صاحب سے ملنے کو بے حد جی چاہتا ہے۔ مگر میں ملوں بھی تو کیا باتیں کروں گی۔ وہ بھی لکھتی تھیں کہ خالد صاحب کے سامنے جا کر ان کی اور ان کے فن کی تعریف کرنے کا میرا دل بھی بے حد چاہتا ہے۔

میں نے لکھا تھا۔ کہ باجی ہمت کیجئے۔ ہم آپ دونوں چلیں۔ انہوں نے جواب دیا تھا۔ کہ کیا مزہ آئے گا۔ جب تم اور میں جا کے ان کے سامنے ہونٹ چپکا کر بیٹھ جائیں گے۔ خالد صاحب کہیں گے کہ کیا تماشا ہے! دو ملنے والی آئیں اور میرے سامنے گونگی بن کر بیٹھ گئیں۔ اب وہ مجھے بہت یاد آتی ہیں۔ مجھے تو بس وہ ایک ملی تھیں جو آپ کو اتنا چاہتی تھیں۔ آپ کے فن کے کمال کی معترف تھیں۔ میرے کسی خط کے جواب میں اُنہوں نے ایک بات لکھی تھی جو ہمیشہ مجھے یاد آتی ہے۔

خالد صاحب مثالی شاعر ہیں
کوئی مثال لاؤ خالد صاحب کی
اگلوں سے چن کر
ان کے ہم عصروں کو کھنگال کر
ہے ایک آدھ ؟
نہیں!

تو وہ سپر مثالی شاعر بھی نہیں ہیں

بس اپنی مثال آپ !"

ہم لوگ اپنے خطوں میں آپ کے بارے میں لکھتے تھے۔ اتنا اچھا لگتا تھا۔ وہ مجھے لکھتی تھیں "تمھارے خالد صاحب کا کوئی خط آیا؟" تو بس میں لفظ "تمھارے" کی چاشنی میں ڈوب جاتی تھی۔ آپ کے سے اعلیٰ و برتر عالم سے مجھ سی کم علم و کمتر کی وابستگی ہی مجھے اپنی نظروں میں آپ بے حد اہم اور قابل فخر ہستی بنا دیتی ہے۔ میں یہ سوچ سوچ کر مغرور ہوتی رہتی ہوں۔ کہ آپ کے بارے میں جو کچھ میں جانتی ہوں —— وہ کوئی اور نہیں جانتا!

آپ کی ناچیز

عفت

---

۳۰ - ۵ - ۸۶

میرے پیارے خالد بھائی تسلیم!

خالد بھائی! اخیر میں یہ کہ کیا سچ مچ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں غیر ہوں۔ اجنبی ہوں۔ فقط آپ کو ایک ادنیٰ پرستار ہوں۔ یا یہ کہ میں آپ کو خط لکھنے میں دیر کرتی ہوں۔ اگر آپ اس طرح سوچنے لگیں گے۔ تو میرا بہت برا حشر ہو جائے گا۔ میں کچھ برداشت ہی نہ کر سکوں گی۔

آپ کی ناچیز

عفت

---

۱۳ - ۵ - ۸۶

میرے پیارے ترین خالد بھائی!

ابھی گھنٹہ بھر پہلے مجھے ۲۳ اپریل کے خط کا جواب ملا۔ تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ مجھے پوری امید تھی کہ جواب ضرور ملے گا۔ کیونکہ میں اپنی دعاؤں میں آپ کے خط کے سوا کچھ اور نہیں مانگتی۔ میں کیا بتاؤں کہ میں آپ کا خط کتنی مرتبہ پڑھتی ہوں۔ آپ کے خط میری زندگی کے ضامن ہیں۔ جب میری گنتی کے لحاظ سے ایک آدھ دن زیادہ ہو جاتا ہے تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں جان پر سے ٹوٹ گئی ہوں۔ آپ سچ مانیے کہ آپ کا خط مجھے جِلا دیتا ہے۔ آپ کو خدا بہت بہت خوش رکھے۔ آپ بے حد اچھے ہیں۔

آپ کی ناچیز
عفت

---

۱۷ - ۵ - ۸۶

اب میں بڑے پچھتاوے سے سوچتی ہوں کہ کیا میں اکیس برس پہلے میں اتنی جاہل مطلق اور احمق تھی کہ آپ کو جانتی نہ تھی۔ میں آپ کو جانتی تو کیا بات ہوتی۔ رہ جاتی میں آپ کے پاس۔ بہن کر آپ کی کنیز بن کر۔ آپ ہاتھ پکڑ کے نکال تو نہ دیتے۔ اب جو چاندنی راتیں ہیں۔ رات کو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔ اور ایسے میں آپ کے ان گنت اشعار میرے ذہن میں ابھر کر میری ساری ہستی کو نغمہ بار کر دیتے ہیں تو حسرت ہوتی ہے۔ کیا کبھی وہ دن بھی آئے گا جب میں آپ کے پاس آسکوں گی؟ وہ سارے شعر سناؤں گی۔ جو میرے دماغ کی بیاض میں محفوظ ہیں۔ تب کتنی بہت سی باتیں ہوں گی۔ مجھے بہتیری بار یہ خیال آتا ہے کہ آپ جو اتنے تعجب انگیز عالم فاضل ہیں تو آج تک آپ کو اپنا کوئی ہم دماغ بھی ملا ہے۔ جیسے وہ آدمی کہ آپ کی فکر اس کی فکر ہو۔ آپ کی سوچ اس کی سوچ ہو۔ آپ کی خاموشی کے صحیح مفہوم کو وہ سمجھ سکے۔ آپ اگر رمز و اشعارے میں کوئی بات کریں تو وہ فوراً اس کی گہرائی تک پہنچ جائے۔ آپ کوئی تشبیہہ استعمال کریں۔ تو وہ اس سے

محظوظ ہو۔ آپ کسی بات سے دُور دراز کا ریفرنس دیں تو اس کی گرفت کر سکے جس سے باتیں کر کے آپ کو خوشی ہو کہ بات کا سمجھنے والا بھی کوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ابھی تک ایسا انسان آپ کو نہیں ملا۔ آپ کی علمیت، قابلیت، سیرت کی خوب صورتی۔ یہ سب کتنی پرکشش چیزیں ہیں میرے لیے۔ مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ آپ کے لاکھوں پرستار ہیں۔ مگر سچ مانیے۔ کہ وہ سارے ایک طرف ہیں۔ کاش کوئی دن ایسا آئے۔ کہ میں آپ کے سامنے ہو کر بھی وہ سب کہہ سکوں جو میرے دل میں ہے۔ میرے دل کی لگن سچی ہو گی۔ تو کبھی نہ کبھی ایسا دن آ ہی جائے گا۔

آپ کی ناچیز

عفت

۶-۶-۸۶

پیارے ترین، خوب صورت ترین، میرے بے حد اچھے خالد بھائی!

. . . . . . عید آ رہی ہے۔ دُعا ہے کہ پروردگار عالم آپ کو ایسی اور اس سے اچھی پُرمسرت بے گنتی عیدیں نصیب فرمائے۔ آپ بے شمار کتابیں اور لکھیں۔ آپ کو اچھی اور شہرت ملے۔ ہر دل میں آپ رچ بس جائیں۔ ہر دماغ میں آپ ہی کے شعر نغمہ بار ہو جائیں۔ جیسے میرے دماغ میں ہو گئے ہیں۔ خداوندکریم آپ کو صحت۔ سلامتی، زندگی اور عمر طویل عطا فرمائے۔ کبھی آپ کا رونگٹا بھی نہ دکھے۔ کوئی آپ کا دل خفیف سا بھی نہ دکھائے اور آخیر میں یہ کہ یہ ناچیز دُور افتادہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ کے بے حد خوب صورت دل میں بس جائے۔

آپ کی بہن

عفت

۸۶-۶-۱۰

میرے غلمان جیسے خالد بھائی!

آپ کا خط ہفتے کی شام کو ملا۔ دوسرے روز اتوار کی شامت کہ دن گزرے گزرے نہ پھر غیر متوقع طور پر پیر کو عید۔ مطلب یہ کہ پھر تعطیل۔ دو روز آپ کو خط لکھے بغیر کٹ گئے۔ آج دوپہر کی ڈاک سے آپ کی مرسلہ کتابیں بھی مل گئیں۔ تصویریں بھی ملیں۔ اب میں کہہ ہی نہیں سکتی کہ کتنی خوشی ہوئی۔ کیونکہ میرے دل میں جو خوشیوں کا اور جانے کن کن جذبوں کا لاوا اُبلتا ہے۔ میں اس کا کوئی نام نہیں دے سکتی۔ آپ اتنے بڑے شاعر ہیں۔ باریک سے باریک کسی جذبے کا پہچاننا آپ کے لیے مشکل نہیں۔ آپ سمجھ لیا کیجیے کہ آپ کی طرف سے کوئی ساتحفہ پاکر میری کیا حالت ہوتی ہوگی!۔ فارقلیط پر کور میں نے چڑھا دیا۔ مگر پچھلی والی فارقلیط کیا یونہی تھوڑی رکھی تھی میں نے۔ اس پر سنہرے پھول دار کاغذ کا کور چڑھا دیا تھا۔ ——— اب کی بار اگر ممکن ہو سکے تو اپنی کسی تصویر کا نیگیٹو مجھے بھیجیے۔ تاکہ اسے انلارج کر کے فریم کروا سکوں۔

آپ کا خط میں کتنی بار پڑھتی ہوں۔ میں شمار نہیں کر سکتی پھر لفافے میں رکھتے ہوئے لگتا ہے کہ کچھ چھوٹ گیا ہے۔ پھر پڑھتی ہوں۔ سچ مچ ایسی عالمانہ۔ شریف۔ بلند و برتر اور اعلیٰ تحریر لکھنے میں بھی کوئی آپ کا ثانی نہیں ہے۔ کس ہستی سے آپ کی مثال دوں۔ [illegible] ۔ میں نے اپنے خاندان میں، خاندان سے باہر، کالج میں، یونیورسٹی میں۔ کتنے لوگوں کو دیکھا۔ مگر اپنے دین و ایمان کی قسم۔ کوئی آپ کے پاؤں کے ناخن برابر بھی نہ معلوم ہوا۔ سب میں کئی کئی خامیاں نظر آئیں۔ کسی کی صورت غلط۔ کسی کی سیرت فضول، مکمل اور پسندیدہ شخصیت مجھے تو کوئی بھی دکھائی نہ دی کہ کسی کا رتی بھر احترام یا ادب کر سکتی۔ کسی کا رعب دل پر چھاتا۔ کسی سے مرعوب ہوتی۔ مرعوب و متاثر تو میں کسی سے ہوتی ہی نہیں اسی لیے بددماغ مشہور ہوں۔ لیکن صرف اور صرف ایک آپ کو دیکھا ہے۔ صورت آپ کی اتنی من موہنی اتنی پیاری ایسی دل لبھانے والی ہے۔ اور سیرت میں اللہ میاں نے بے شمار خوبیاں سمو دی ہیں۔ آپ سنجیدہ ہیں۔ خوش مزاج۔ نیک۔ معصوم۔ بھولے بھالے، باضمیر، ایمان دار، بامروّت، وفا شعار، مخلص، سچ بولنے والے، حلیم، منکسر المزاج، سادگی پسند، دل رکھنے والے، محبت کرنے والے، نہایت اعلیٰ و ارفع، بلند و برتر ہیں۔ مجھ میں اگر آپ کے علم کے سوال حصہ بھی ہوتا تو میں مارے غرور و تکبر کے زمین پہ پاؤں نہ دھرتی۔ ہمیشہ اکڑتی رہتی۔ مگر آپ علم کا ہمالیہ علم کا قلزم ہیں۔ اور کچھ بھی مغرور نہیں۔ خالد بھائی! سچ مچ میں آپ کے قدم دھو دھو کے پیوں تب بھی کم ہے!

آپ کی کتابیں پڑھتی ہوں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میرا مرتبہ بھی تھوڑا سا بلند ہو گیا ہے۔ میں نے مہابھارت کتھن مالا پھر پڑھی۔ تیسری چوتھی مرتبہ۔ ہر بار کوئی نئی بات سامنے آتی ہے۔ میں حیران ہوں۔ آپ نے یہ سب معنی دار کیسے لکھ لیا ہے۔ آپ کو اتنا وقت کہاں سے ملا۔ تعجب کی بات ہے جیسے کوئی آدمی اُفق کر دیکھے پھر وہاں پہنچ کر دیکھے کہ ایک اُفق اور بھی ہے۔ وہاں پہنچے تو تیسرا اُفق دکھائی دے۔ اس طرح اُفق تا اُفق برابر وسعت پھیلتی جائے۔ یہی حال آپ کی کتابوں کا ہے۔ پہلے فارقلیط آئی۔ ایک اُفق تھا یہ بھی۔ اس کے بعد منمنتا، دوسرا اُفق۔ اس تک پہنچے تو پھر تیسرا چوتھا، پانچواں اور پھر آگے ہی آگے۔ اُفق ہی اُفق، نہ وسعت

اور ارتفاع کی کوئی حد ہے نہ کوئی اندازہ۔ہم جیسے جاہل اور کم علم تو اندازے تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔جبکہ میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی اپنی رفعت و عظمت کا اندازہ نہیں۔ابھی چند روز پہلے میں نے قرآن شریف میں "اُحلّت بہ الندامین" پڑھا تو میرا ذہن آپ کی غزل نذر حافظ و سنائی کے مصرعہ "من جرب المجرب حلّت بہ الندامہ" پر چلا گیا۔پھر قرآن شریف کی متعدد آیتوں نے مجھے جگہ جگہ روکا۔تلک الایام والی آیت "کل حزب اور لومۃ لائم۔سب نے مجھے حیران کر دیا کہ آپ کو قرآن شریف بھی ازبر ہے۔کہ اپنے شعروں میں انھیں اس طرح فٹ کر دیتے ہیں کہ آج تک یہ کمال میں نے کسی بھی شاعر میں نہیں دیکھا۔غالب اور اقبال تو بہت بڑے مانے جاتے ہیں (دوسروں کے لیے میرے لیے نہیں) ان کے اشعار بھی اس خوب صورتی اور عظمت سے یکسر خالی ہیں! اسی لیے یہ میری قطعی رائے ہے کہ آپ کا سا شاعر نہ ماضی میں کوئی تھا نہ اب ہے اور نہ مستقبل میں کوئی ہوگا۔آپ کا ساتھ ایک طرف رہا۔آپ کے پاسنگ بھی نہ ہوگا۔جیسے چاند، سورج دوسرے نہ ہوں گے۔اسی طرح کبھی دوسرا عبدالعزیز خالد بھی نہ ہو سکے گا!

خالد بھائی کیا سچ مچ ابھی تک آپ کو یہ گمان رہتا ہے کہ میں آپ کی کسی بات کا بُرا بھی مان سکتی ہوں۔؟ آپ جو میری رگ رگ میں بس گئے ہیں کیا ابھی تک آپ کو میری عقیدت اور محبّت کا اندازہ نہ ہوا۔اگر میں ہزار بار آپ سے معافی مانگ کر یہ کہوں کہ ؎

خالدی! تو نے مری قدر نہ جانی

تب بھی گستاخی اور بے اَدبی ہوگی۔میں یہ بات دبی زبان سے بھی نہیں کہہ سکتی!۔البتہ آپ کے اس طرح کہنے پہ کہ بُرا نہ مان جانا۔میں ضرور بُرا مان جاؤں گی۔

ہمیشہ ہمیشہ تک آپ کی

عفت

---

۲۱ فروری ۸۶ء

(زاہدہ صدیقی کے نام)

محترمہ بہن صاحبہ، تسلیم۔

مزاجِ گرامی!

اُمید ہے کہ مجھ ناچیز کا نام آپ کے لیے اجنبی نہ ہوگا! پہلی مرتبہ آپ کو مخاطب کر رہی ہوں! اور توقع ہے کہ جو آپ